بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

بجرام کہ وقت تو نزدیک رسید
و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

شرح چندہ
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے
ممالک غیر ۱۵ روپے
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

۲۰ر جمادی الاول ۱۳۸۸ھ ۔ ۱۵ر ظہور ۱۳۴۷ ہجری شمسی ۔ ۱۵ر اگست ۱۹۶۸ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۔ ۱۳ر ظہور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان دنوں کراچی میں تشریف فرما ہیں۔ اخبار الفضل میں شائع شدہ مورخہ ۷ و ۸ ر ماہ ظہور کی اطلاعات مظہر ہیں کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

قادیان ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال ڈلہوزی پہاڑ پر تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ محترم صاحبزادہ صاحب کو وہاں پہنچ کر فلو کی تکلیف ہو گئی اور ۱۰۳ درجہ تک بخار بھی آنے لگا۔ جلد مناسب علاج کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ اور اب روبصحت ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت و سلامتی کے ساتھ رکھے اور سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو آمین اور بخیریت دارالامان میں واپس لائے۔ آمین

ہفتہ زیر اشاعت میں بیشتر ایام بارش ہوتی رہی اور مطلع جزوی طور پر ابر آلود رہا۔ سو اے کبھی حبس ہو جانے کے عموماً موسم خوشگوار رہا۔

جماعت احمدیہ بھدرواہ کے زیر اہتمام ڈوڈہ اور کشتواڑ میں کامیاب تبلیغی جلسے

از مکرم الحاج مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سرینگر ۔ امیر تبلیغی وفد

بھدرواہ علاقہ جموں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک مخلص اور فعال جماعت قائم ہے۔ پچھلے سال جب وادی کشمیر کا تبلیغی و تربیتی دورہ ختم ہو رہا تھا تو بھدرواہ کی جماعت کی طرف سے بار بار یہ اطلاعات آ رہی تھیں کہ تبلیغی وفد بھدرواہ بھی آئے۔ چنانچہ ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے بھی وفد کو بھدرواہ پہونچنے کی ہدایت موصول ہوئی۔ اور اس ہدایت کے مطابق وفد وہاں پہنچا۔ چار روز وہاں قیام کیا۔ تین دن سیری بازار میں کامیاب پبلک جلسے ہوئے۔ سیری کی بھدرواہ میں یہ پہلی آمد تھی۔ چار روز کے قیام میں میں نے محسوس کیا کہ یہ جماعت مخلص ہے اور اس میں کام کرنے کا جوش ہے۔ اس لئے یہاں ہر سال تبلیغی وفد آنا چاہیئے۔ چنانچہ امسال ماہِ جون کے آخر میں خاکسار بھدرواہ گیا اور وہاں کے حالات کا جائزہ لیا۔ جماعت کے مشورہ سے یہ طے پایا کہ وفد وادیٔ کشمیر کو جاتے وقت جموں سے بھدرواہ آ جائے اور پھر یہاں سے فارغ ہو کر کشمیر روانہ ہو۔ خاکسار نے محترم پریذیڈنٹ صاحب اور مکرم سیکرٹری صاحب تبلیغ کو مشورہ دیا کہ تبلیغی وفد کی آمد پر بھدرواہ کے علاوہ ڈوڈہ۔ جو کہ ضلع کا صدر مقام ہے اور کشتواڑ میں بھی جلسے کئے جائیں۔ عبد المنان نے اس تجویز کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ اس قسم کا پروگرام انشاء اللہ مرتب کیا جائے گا۔

مورخہ ۲۱ر وفا (جولائی) کو وفد بھدرواہ پہنچا۔ احبابِ جماعت نے بس کے اڈہ پر وفد کا استقبال کیا۔ مورخہ ۲۲ر وفا کو سیری بازار میں ایک پبلک جلسہ ہوا جس میں محترم حکیم محمد دین صاحب اور خاکسار کی تقاریر ہوئیں۔ مورخہ ۲۳ر وفا کو بوجہ بارش مسجد احمدیہ میں جلسہ منعقد ہوا۔ جلسوں کی تفصیلی رپورٹ بدر میں انشاء اللہ شائع ہو جائے گی۔

مورخہ ۲۴ر وفا کو تبلیغی وفد کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل اور مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب فرخ بھدرواہ میں مقیم رہے اور مکرم حکیم محمد دین صاحب، محترم مولوی بشیر احمد صاحب خادم اور خاکسار ڈوڈہ و کشتواڑ کے پروگرام کی تکمیل کے لئے روانہ ہوئے۔ وفد ۲۴ر وفا کو قریب چار بجے ڈوڈہ پہنچا۔ جماعتِ احمدیہ بھدرواہ کی طرف سے مکرم مہر عبد القیوم صاحب، مکرم ماسٹر رحمت اللہ صاحب اور مکرم عبد المنان خان صاحب کو پہلے سے بسلسلۂ انتظامات ڈوڈہ بھیج دیا گیا تھا۔ مکرم خواجہ محمد صادق صاحب فانی کے صاحبزادے عبد الرحمٰن صاحب فانی بھی آجکل ڈوڈہ میں متعین ہیں۔ انتظامی معاملات میں انہوں نے بھی تعاون فرمایا۔ چنانچہ ہمارے پہنچنے سے قبل بازار میں جلسے کا اعلان کیا جا چکا تھا۔ اسی طرح پولیس کو جلسے کی اطلاع بھی دے دی گئی تھی۔

ٹھیک پانچ بجے نہرو پارک بازار ڈوڈہ میں مکرم حکیم محمد دین صاحب کی زیر صدارت جلسہ شروع ہوا۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے قرآن مجید کی تلاوت نہایت ہی مؤثر انداز میں کی۔ مہر عبد الغنی صاحب نے جو بھدرواہ سے ہمارے ساتھ آئے تھے خوش الحانی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام سنایا۔ ازاں بعد خاکسار کی تقریر شروع ہوئی جو ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔

سب سے پہلے خاکسار نے جماعتِ احمدیہ کا تعارف کرایا اور بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے بعض پہلو پیش کئے۔ موجودہ زمانہ کی تاریکی کو پیش کرتے ہوئے حضور کا دعویٰ پیش کیا۔ دہریت کے موجودہ تاریک دور میں خدا کی ہستی کے بارہ میں حضور نے جو زندہ نشان دنیا کے سامنے رکھے ان کو پیش کیا۔ اسی ضمن میں کمیونزم تحریک کی خرابیاں بیان کیں۔ سیدنا حضرت رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی بعض پیشگوئیوں کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ موجودہ زمانہ کی تاریکی کو وہی شخص دور کر سکتا ہے جس کا تعلق خدا تعالیٰ سے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اسے حاصل ہو۔ موجودہ تاریکی کو دور کرنا علماء کے بس کا روگ نہیں۔ بالآخر مذہبی نقطۂ نگاہ سے قومی یکجہتی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی روشنی میں پیش کرتے ہوئے اپنی تقریر ختم کی۔ اپنی تقریر میں قرآن مجید، احادیث، گیتا اور وید کو بطور اسناد پیش کیا۔ بحمد اللہ احباب نے دلچسپی سے اس تقریر کو سنا۔

بعدہٗ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے خصوصیاتِ اسلام پر تقریر کی۔ آپ نے، قرآن مجید نے جس خالص توحید کو پیش کیا ہے اس کو بالوضاحت قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں لوگوں کے سامنے رکھا اور بتایا کہ یہی وہ خالص توحید ہے جس میں کسی قسم کے شرک خفی اور جلی کی ملونی نہیں۔ آج مسلمانوں میں سے جماعتِ احمدیہ ہی عملی طور پر اس توحید کو مانتی ہے اور اسی توحید کی طرف ہر انسان کو دعوت دیتی ہے۔ آپ نے بتایا کہ انسانی پیدائش کا اہم مقصد خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کرنا ہے۔ اور جو مذہب اس تعلق کو آج بھی قائم کرتا ہے وہی زندہ مذہب ہے اور احمدیت میں یہ چیز بدرجۂ اتم موجود ہے۔

بالآخر صاحب صدر نے صدارتی تقریر میں فرمایا کہ اصل چیز خدا پر یقین ہے جس کے قیام کے لئے اللہ تعالیٰ کے مامور دنیا میں تشریف لاتے ہیں۔ اس زمانہ میں بھی اسی غرض کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک مامور ہم میں بھیجا ہے۔ مبارک ہیں وہ جو اس مامور کی آواز پر لبیک کہتے ہیں۔

جملہ تقاریر نہایت دلچسپی سے سنی گئیں اور حاضری بفضلہٖ تعالیٰ کافی تھی۔ صاحبِ صدر نے دعا کرائی اور جلسہ برخاست ہوا۔ وفد نے رات کو ڈوڈہ کے گیسٹ ہاؤس میں قیام کیا جس کا انتظام عزیزم فانی صاحب اور احبابِ جماعت نے کیا تھا۔ جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

وفد کی کشتواڑ میں آمد اور تبلیغی جلسہ

مورخہ ۲۵ر وفا کو ناشتہ کے بعد وفد بذریعہ بس ڈوڈہ سے کشتواڑ کے لئے روانہ ہوا۔ چونکہ ڈوڈہ میں کشتواڑ جانے والی بس کا کچھ وقت انتظار کرنا پڑا۔ اس عرصہ میں مقامی طور پر بعض احباب کو تبلیغ کی گئی اور لٹریچر دیا گیا تھا کہ ذیلین کو بھی جماعت احمدیہ سے متعارف کرنے کے لئے لٹریچر دیا۔ احباب جماعت بھی ہمراہ تھے

(باقی صفحہ ۹ پر)

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۱۵ ظہور ۱۳۴۷ ہش

یومِ آزادی

آج ۱۵ راگست ہے۔ وطنِ عزیز کو غیر ملکی تسلط سے آزاد ہوئے آج ۲۱ سال پورے ہوتے ہیں۔ فی الواقع آج ایک قومی خوشی اور مسرّت کا دن ہے۔ آزادی ایک بڑی نعمت ہے اور آج اس کی قدر ہمارے سامنے نکھر کر آ چکی ہے۔ غلامی کے دور کے مقابلہ میں آزادی کے ان چند ہی سالوں میں ایک نمایاں فرق سامنے آنے لگا ہے۔ قوموں کے آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کے لحاظ سے ۲۱ سالہ مدت کوئی زیادہ نہیں۔ وہ ملک جو آج ترقی کی معراج پر پہنچے نظر آتے ہیں۔ انہیں اس بلندی تک پہنچنے میں ایک لمبا وقت لگا ہے۔ اس لحاظ سے ہمارے ملک نے حصولِ آزادی کے بعد خوش کن طریق پر بڑی تیزی کے ساتھ ہمہ جہتی ترقی کی ہے۔ اکیس سال بیت جانے پر اس ترقی کے آثار نمایاں طور پر دکھائی دینے لگے ہیں۔

ایک وہ زمانہ تھا کہ ہم ہندوستانیوں کے پہننے کے کپڑے تک بھی باہر سے آتے تھے۔ یہی حال بیشتر ضروریاتِ زندگی کا تھا۔ مگر آزادی کے اس مختصر سے زمانہ میں ملک کی دنیا ہی بدل گئی ہے۔ روزمرّہ کی ضروریات کی تقریباً سبھی اشیاء اب اسی جگہ تیار ہونے لگی ہیں۔ بلکہ ایک لمبی فہرست ایسی اشیاء کی بن جاتی ہے جو اس وقت ہمارا ملک آسانی کے ساتھ برآمد کرنے کی پوزیشن میں ہے۔ اور یہ آزادی ہی کی نعمت ہے۔ آزاد ملک کے آزاد شہریوں کے دماغوں میں جو جلا ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کے جو وسیع میدان سب کے سامنے ہیں۔ اس سے مجموعی طور پر ملک کو ترقی ملتی اور اس کی شان بلند ہوتی ہے۔

اس وقت ملک بڑی تیزی کے ساتھ صنعت و حرفت میں آگے بڑھ رہا ہے۔ سوائے خاص قسم کی مشینری کے اب تو ہلکی اور عمومی قسم کی مشینری کا بہت سا سامان بھی اپنے ہی ملک میں تیار ہونے لگا ہے آمد و رفت کے ذرائع میں جس قدر سہولیات اس وقت حاصل ہو چکی ہیں یہ سب ملک میں صنعتی ترقی ہی کا نتیجہ ہے۔ ریلوے سٹیشن پر چلے جائیں یا بس سٹینڈ پر مشاہدہ کریں، بڑی کثرت سے لوگ اِدھر اُدھر آ جا رہے ہیں۔ اور مال و اسباب بڑی سہولت کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ صحیح سلامت پہنچ رہا ہے۔ ملک میں پختہ سڑکوں کا جال بچھ رہا ہے۔ ریلوے میں اسی قدر ترقی ہوئی ہے کہ بڑے بڑے ریلوے انجن اور ریل گاڑیوں کے ڈبے اور مال ڈھونے کے ویگن سب ملکی مصنوعات ہیں۔

ملک کی بڑھ رہی آبادی کی غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے زراعت کے شعبہ میں نمایاں ترقی ہے۔ ملک کے مختلف خطوں میں دریاؤں پر بند باندھ کر، بڑے بڑے ڈیم بنا کر ذخیرۂ آب سے ہزاروں ایکڑ اراضی زیرِ کاشت لائے جانے کے منصوبے بروئے کار لائے جا چکے ہیں۔ ڈیموں سے جاری شدہ نہروں سے بجلی اور کھاد وغیرہ تیار کرنے کے کارخانے لگائے جا رہے ہیں۔ اسی طرح اگر آبپاشی کی سہولیات کے نتیجہ میں آج میلوں میل بنجر علاقوں میں لہلہاتے کھیت نظر آتے ہیں اور غلّہ کے ڈھیر آنکھوں کو خیرہ کر رہے ہیں تو شہروں کے علاوہ دیہات میں بھی بجلی کے قمقمے جگمگ جگمگ کر رہے ہیں اور برقی طاقت نے کسانوں کو تکلیف دہ محنت سے بچا لیا ہے۔ آج بجلی کی برکت سے ٹیوب ویل زمین سے پانی کا بھاری ذخیرہ کھینچ کر کسانوں کے کھیتوں کو سینچ رہے ہیں۔ آج ملک کے کسان کی قسمت بدل گئی ہے۔ ان کی زمین سونا اگل رہی ہے۔

ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کی غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایک بڑی مقدار غیر ملکی زرِ مبادلہ کی غلّہ کی درآمد کرنے پر اٹھ جاتی رہی تھی جس سے صنعتی ضروریات کی اشیاء یا ملکی دفاع کے سامان کی خرید خاص طور پر متاثر ہوتی رہی تھی۔ مگر چند سال سے ملک میں زرعی ترقی کی طرف زیادہ توجہ دینے اور کاشتکار طبقہ کی شب و روز محنت اور بیدار مغزی کا نتیجہ ہے کہ اس سال گندم کی فصل سے اندازے سے بڑھ کر خوش کن نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں وزیرِ اعظم شریمتی اندرا گاندھی کا بیان بہت ہی حوصلہ افزا ہے۔

مورخہ ۲۲ رجولائی کو نئی دہلی میں "گندم انقلاب" کے نام سے موسوم یادگاری ٹکٹ کے اجراء کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے وزیرِ اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے کہا کہ اس سال گندم کی پیداوار اندازاً گزشتہ تین برس سے ۳۰ فیصدی زائد ہوئی ہے۔ اور یہ ایک انقلابی اضافہ ہے۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ امسال گندم کی بھاری پیداوار کے پیشِ نظر آئندہ تین برسوں میں غیر ملکوں سے اناج منگوانا بند کر دیا جائے گا۔

اسی طرح وزیرِ خوراک مسٹر جگجیون رام نے ۴ راگست کو کوچین میں بتایا کہ ملک کی غذائی حالت اس وقت باعثِ تشویش نہیں۔ اگر بارش اطمینان بخش رہی تو حالت زیادہ بہتر ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ تین چار برس بعد ہم دھان برآمد کرنے لگیں گے۔ آجکل بھی ہم دالیں برآمد کر رہے ہیں۔

حصولِ آزادی کے بعد ملک کی ہمہ جہتی ترقی کے سلسلہ میں یہ چند مثالیں ہیں جن کا ہم نے اوپر اشارہ کیا ہے آزادی مل جانے کے بعد ترقی کے جو سینکڑوں نئے نئے مواقع نکل رہے ہیں۔ ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا اور ہر میدان میں ملک کو ترقی کی معراج تک لے جانا سب بھارت واسیوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے جب تک ملک کا ایک ایک باشندہ اپنی اہم ذمہ داری کا احساس نہ کرے اور جی جان سے ملک کی سربلندی میں لگ نہ جائے حاصل کردہ آزادی کو برقرار رکھنا یا اس کے ثمرات سے مستفید ہونا ممکن نہیں۔ ہمارے اسلاف نے ملک کو آزاد کرانے میں جس جانفشانی سے کام کیا اب ہمارا فرض ہے کہ اس آزادی کو قائم رکھنے کے ساتھ ساتھ ملک کو اونچا لے جانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں۔

آزادی کے اس گلشن میں مہکتے پھولوں کے ساتھ کچھ کانٹے بھی ہیں جن سے دامن بچا کر چلنا اور ہر دم احتیاط کا پہلو ملحوظ رکھنا ہر بھارت واسی کا فرض ہے۔ ان خطرناک قسم کے کانٹوں میں ہڑتالوں، تالہ بندی، ایجی ٹیشنوں وغیرہ کی کثرت ہے جو ملکی ترقی کے لئے سدِّ راہ ہیں۔ حب الوطنی اس امر کا شدید تقاضا کرتی ہے کہ اب ملک واسی اپنے مزاجوں میں بھی تبدیلی لائیں اور ہر ایسے اقدام سے اجتناب کریں جو نتائج کے لحاظ سے ملک کے لئے ضرر رساں ہو۔ مانا کہ حقوق طلبی میں ہڑتالوں کو ایک جائز ذریعہ تسلیم کیا گیا ہے مگر ہر جائز کام کو عمل میں لانے کے لئے بھی تو سو بار تقابلی نقطۂ نظر سے سوچنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسان اپنی زندگی میں بارہا بیسیوں جائز طریقے محض اس لئے ترک کر دینا دانشمندی سمجھتا ہے کہ انہیں عمل میں لانے سے فائدہ کے مقابلہ میں نقصان کا پہلو زیادہ غالب ہے یا انفرادی فائدہ کے مقابل پر قومی مفاد زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ یہی بات ٹھنڈے مزاج سے سوچ لینے کی ہے۔ بات بات میں ایجی ٹیشن کی راہ پر چل پڑنا ملکی ترقی میں بڑی روک بن جاتا ہے۔ پھر آئے دن کی تشدد آمیز تحریکات کا ہماری نئی پود پر جو بُرا اثر پڑ رہا ہے وہ کسی صاحبِ شعور سے پوشیدہ نہیں

(باقی صفحہ ۶ پر)

اگر دلوں پر اثر انداز ہونا چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو!

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

" اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاحِ دارین نصیب ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو۔ عقل سے کام لو اور کلام الٰہی کی ہدایات پر چلو۔ خود اپنے تئیں سنوارو۔ اور دوسروں کو اپنے اخلاقِ فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل

پس پہلے دل پیدا کرو۔ اگر دلوں پر اثر انداز ہونا چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو۔ کیونکہ عمل کے بغیر کوئی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ زبان سے قیل و قال کرنے والے تو لاکھوں ہیں۔ بہت سے مولوی اور علماء کہلا کر منبروں پر چڑھ کر اپنے تئیں نائب الرسول اور وارث الانبیاء قرار دے کر وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تکبّر، غرور، بدکاریوں سے بچو۔ مگر جو ان کے اپنے اعمال ہیں اور جو کرتوتیں وہ خود کرتے ہیں ان کا اندازہ اس سے کر لو کہ ان باتوں کا اثر تمہارے دل پر کہاں تک ہوتا ہے۔ اگر اس قسم کے لوگ عملی طاقت بھی رکھتے اور کہنے سے پہلے خود کرتے تو قرآن شریف میں "لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ" (الصف) کہنے کی کیا ضرورت پڑتی؟ یہ آیت ہی بتلاتی ہے کہ دنیا میں کہہ کر خود نہ کرنے والے موجود تھے اور ہیں اور ہوں گے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۶۴ - ۶۵)

خطبہ جمعہ

دوست دُعا کریں کہ شافی خدا اپنے فضل سے مجھے کامل شفاء عطا فرمائے (آمین)

فضلِ عمر فاؤنڈیشن کا تیسرا سال شروع ہو چکا ہے۔ اس سال کے اندر سب وعدوں کی ادائیگی ضرور ہو جانی چاہیئے

بیرونی ممالک کی جماعتوں کی نسبتاً زیادہ رقم قابلِ وصول ہے عہدہ داروں کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہیئے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۶ر وفا ۱۳۴۷ ہش بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-
ایک تو میں آج

اپنی صحت کے لئے دعا کی تحریک

کرنا چاہتا ہوں۔ مئی میں مجھے نقرس کا شدید حملہ ہوا۔ نقرس سے اور پھر جو ادویہ اس بیماری میں استعمال کروائی جاتی ہیں ان کی وجہ سے گردوں پر اثر پڑتا ہے۔ اور ابھی میں پوری طرح صحت مند نہیں ہوا تھا کہ گرمی لگنے (جسے انگریزی میں ہیٹ سٹروک یا اردو میں لُو لگنا بھی کہتے ہیں) کی وجہ سے بڑی شدید تکلیف مجھے اٹھانی پڑی۔ اور اس کا اثر بھی گردوں پر ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گردوں کے نظام میں خلل واقع ہو گیا۔ اور اس تکلیف سے ابھی تک پوری طرح نجات حاصل نہیں ہوئی۔

اس عرصہ میں بیماری کی وجہ سے تقریباً ۳۰ پونڈ سے زیادہ وزن میرا کم ہوا۔ یعنی پندرہ سیر جسم بیماری کے اثر کی وجہ سے گھل گیا۔ اور مجھے یہ محسوس ہوتا تھا کہ روزانہ میرا وزن کم ہوتا چلا جا رہا ہے۔ چنانچہ میں نے لاہور سے تولنے والی مشین منگوائی اور روزانہ اپنا وزن لینا شروع کیا۔ کوئی چھ سات دن ہوئے ایک دن ایسا آیا کہ میرا وزن اپنی جگہ ٹھہر گیا۔ گرا نہیں۔ اب اپنی جگہ پر ٹھہرا ہوا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بیماری کافی دور ہو گئی ہے
تارورے کا جب ٹیسٹ کروایا تو اس میں قریباً ساری ہی

گردوں کی بیماری کی علامات

تھیں۔ خون کے ذرے بھی تھے پس (Pus) کے ذرے بھی تھے۔ البیومن (Albumin) بھی تھا۔ بہت زیادہ ایسڈٹی (Acidity) بھی تھی۔ شوگر (Sugar) بھی تھی۔ اور خون میں شکر بہت زیادہ تھی۔ یعنی ۱۲۰ نارمل ہے۔ اور میرے خون میں شکر ۲۸۵ تھی۔ لیکن میری طبیعت پر یہ اثر تھا کہ یہ ذیابیطس کی بیماری نہیں بلکہ دوسری

بیماریوں کی وجہ سے

گردے ٹھیک کام نہیں کر رہے۔ جب یہ ٹھیک کام کرنے لگ جائیں گے تو ساری چیزیں اپنے معمول پر آ جائیں گی۔ اور میں دعائیں بھی یہی کرتا رہا ہوں کہ اے خدا تو مجھے ان بیماریوں سے محفوظ رکھ۔ وقتی بیماریاں تو انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ لیکن جب مستقل بیماری کی شکل پیدا ہو جاتی ہے وہ ذیابیطس کی ہو یا کوئی اور، وہ زیادہ تکلیف دیتی ہے۔
تکلیف تو اللہ تعالے کی راہ میں برداشت کی جا سکتی ہے اور کی جاتی ہے لیکن بہرحال

اس کا اثر کام پر پڑتا ہے

اور کچھ کام ایسے ہیں جو روزانہ مجھے کرنے پڑتے ہیں۔ دو دن بھی بیماری کی وجہ سے کام نہ کر سکوں تو طبیعت پر بہت زیادہ بوجھ ہو جاتا ہے۔ اور جسم پر بھی بوجھ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ کام جو میں نے کرنا ہے وہ میں نے ہی کرنا ہے۔ کوئی اور تو نہیں کر سکتا۔ مثلاً جب مجھے گاؤٹ (Gout) یعنی نقرس کا حملہ ہوا تو میں دو راتیں سو نہ سکا۔ شدید درد تھی تیسرے دن صبح میری نظر پڑی میرے سرہانے تو ڈاک کے انبار پڑے ہوئے تھے۔ میں نے سوچا کہ اگر دو دن اور گزر گئے تو

بڑی مشکل پڑ جائے گی

چنانچہ اس بیماری ہی میں میں نے صبح کام کرنا شروع کیا۔ میں چارپائی پر کام کرتا رہا اور رات کے ایک بجے تک کام کرتا رہا۔ اللہ تعالے نے فضل کیا کہ کام ختم ہو گیا لیکن جسم پر کام کی وجہ سے (خصوصاً بیماری کے ایام میں) جو اثر پڑتا ہے وہ تو پڑتا ہی ہے۔
اللہ تعالے جو بڑا ہی فضل کرنے والا ہے۔ جو اپنے عاجز بندوں پر بڑا ہی رحم کرنے والا ہے اس نے میری دعاؤں کو سنا اور تین دن کے اندر بغیر کسی دوائی کے

۳/۴ بیماری دور ہو گئی

صرف ۱/۴ رہ گئی ہے بلڈ اور شوگر لیول (Blood & Sugar Level) بھی بیماری والے حصہ میں ۱/۴ رہ گیا ہے۔ یعنی ایک تہائی کا آرام آ گیا ہے اور تارورے میں بھی ۱/۴ رہ گیا ہے اور ۳/۴ آرام آ گیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ اللہ تعالے آپ کی اور میری دعاؤں کو سنے گا اور صحت دے گا۔ میرا ارادہ کراچی جانے کا ہے وہاں میں نے ڈاکٹروں سے بھی مشورہ کرنا ہے

پانچ چھ سال ہوئے

مجھ پر بڑا شدید قولنج کی بیماری کا حملہ ہوا تھا۔ اس طرح کہ انتڑی بند ہو گئی تھی۔ غالباً اس میں کوئی بل پڑ گیا تھا یا پتہ نہیں اور کیا بات ہوئی تھی۔ اس میں سے نہ ہوا گزرتی تھی نہ فضلہ اور جسم میں زہر جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اور پیٹ پھولنا شروع ہوا۔ آخر ہمارے ڈاکٹر مسعود صاحب یہاں آئے اور انہوں نے کہا لاہور جا کر فوراً اپریشن کروانا چاہیئے۔ چنانچہ لاہور کی تیاری ہو گئی۔ لیکن لاہور کے راستہ میں ہی انتڑی کا راستہ کھل گیا (اللہ تعالے اس طرح بھی فضل کرتا ہے) اور جب ہم وہاں پہنچے تو اپریشن کی ضرورت نہیں پڑی۔ اس وقت جب ٹیسٹ کروائے تو خون میں بھی شکر تھی اور قارورہ میں بھی شکر تھی۔ وہاں ایک غیر ملکی ڈاکٹر ہیں انہوں نے مجھے کہا کہ اگر

کسی سخت بیماری کا حملہ

ہو تو بعض دفعہ جسم کے دوسرے نظام (جو اللہ تعالے نے بیسیوں بلکہ بے شمار جسم کی حفاظت کے لئے بنائے ہیں) ایک بار اندرونظام متاثر ہوتے ہیں حقیقی بیماری نہیں ہوتی بلکہ کسی اور بیماری کا اثر ہوتا ہے دیکھا ذیابیطس کی دوائی بالکل نہ کھانا۔ کیونکہ پھر وہم ہو جائے گا اور جسم کو دوا کی عادت پڑ جائے گی کئی مہینے تک کھانے کا پرہیز کرو۔ پھر دیکھو کیا اثر ہوتا ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ قریباً دو مہینے کے پرہیز کے بعد خود بخود بغیر کسی دوائی کے گردوں نے اپنے معمول کے مطابق کام کرنا شروع کر دیا اور ساری بیماری جاتی رہی میں امید رکھتا ہوں کہ اب بھی اللہ تعالیٰ ایسا فضل کرے گا کہ بغیر کسی علاج کے خود بخود ہی آرام آ جائے گا۔ کیونکہ

وہی شافیٔ مطلق ہے

دوائی تو ایک تدبیر ہے اور تدبیر ہمیں کرنی پڑتی ہے۔ کوئی نہ کوئی بہانہ ہوتا ہے۔ مثلاً جب میرے جیسا ذہن سوچتا ہے کہ دوائی نہیں کھانی تو چونکہ عام طور پر ایلوپیتھک علاج رائج ہے اس لئے میں سوچتا ہوں کہ اچھا میں ایلوپیتھک دوائیں استعمال نہیں کروں گا۔ اور جب سوچتا ہوں کہ اللہ تعالے نے

تدبیر کرنے کا حکم

بھی دیا ہے تو پھر سوچتا ہوں کہ اچھا ہومیوپیتھک دوائیں میں استعمال کر لوں گا۔ جو بعض کے نزدیک تو صرف پانی ہی ہوتی ہیں۔ اس طرح تدبیر بھی ہو جاتی ہے۔ ہومیوپیتھک علاج بھی اللہ تعالے نے ہی سکھایا ہے۔ وہ بعض دفعہ مٹی کی ایک چٹکی میں شفا رکھ دیتا ہے۔ وہ کاغذ کی ایک گولی میں بھی شفا رکھ دیتا ہے

میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا

کہ ایک دفعہ قادیان میں ایک شخص کو شدید پیٹ درد ہوا۔ رات کے دو بجے تھے۔ وہ جوان آدمی تھا۔ لیکن درد اتنا شدید تھا کہ اس نے سارا محلہ سر پر اٹھا لیا۔ سب لوگ جاگ پڑے۔ اور یہ خیال کر کے کہ پتہ نہیں کیا بات ہے اس شخص کے مکان کی طرف دوڑے۔ وہاں جا کر دیکھا کہ وہ شخص درد کی وجہ سے تڑپ رہا ہے حضرت میاں شریف احمد صاحب

کے مکان کے قریب ہی اس شخص کی رہائش تھی۔ آپؓ بھی وہاں پہنچے وہاں اسے تڑپتے دیکھا تو ایک آدمی کو دوڑایا کہ ڈاکٹر کو لے آؤ۔ اور اپنی جیب میں سے ایک کاغذ نکالا اس کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا لیا اور اس کو اچھی طرح مل دے کر ایک گولی بنائی۔ پھر آپؓ نے پانی منگوایا اور اس شخص کو کہا منہ کھولو میں خود دوائی منہ میں ڈالوں گا کیونکہ آپ اس کے ہاتھ میں کاغذ کا ٹکڑا پکڑا نہیں سکتے تھے۔ آپؓ نے دعا کی اور اس شخص کو کاغذ کی گولی کھلا دی۔ اور پانچ منٹ کے اندر قبل اس کے کہ ڈاکٹر آتے اس کو آرام آگیا اور اس کی چیخیں بند ہوگئیں۔ اب دیکھو کاغذ کے اس ٹکڑے میں شفا نہیں تھی۔ لیکن

اللہ تعالیٰ کی قدرت

جب اس کی صفت شفا کو حرکت میں لاتی ہے اور اس کی یہ صفت جلوہ دکھاتی ہے۔ تو یہ جلوہ جس چیز پر پڑتا ہے۔ وہ کاغذ کا ٹکڑا ہو یا مٹی کی ڈھیلی ہو یا کوئی بہترین دوا ہو (اس جلوہ کے لئے وہ سب ایک جیسی ہیں) ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ شفا دے دیتا ہے حالانکہ بڑے بڑے ماہر ڈاکٹر علاج کرتے ہیں اور بہترین مہنگی دوائیں دیتے ہیں۔ لیکن بیماری میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا۔ غرض بعض دفعہ اللہ تعالیٰ یہ جلوہ بھی دکھاتا ہے۔ دراصل یہ ساری باتیں انسان کو اس لئے دکھائی جاتی ہیں کہ وہ اس یقین پر پختگی سے قائم ہو جائے کہ

اصل شافی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے

دوائیں نہیں۔

غرض میں نے ہومیوپیتھی کی بعض دوائیں کھائیں۔ اور ایک دوا جدوارے وہ بھی گردوں کے لئے بڑی اچھی ہے جسم کی عام ملحقہ دردوں کو بھی وہ فائدہ دیتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہامی نسخہ ہے۔ وہ بھی میں کھاتا رہا ہوں۔ لیکن یہ چیزیں بھی بڑے لمبے استعمال کے بعد ہی اثر کرتی ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے کہ دو دن کے بعد ٹیسٹ ہوئے (خون کے بھی اور قارورہ کے بھی) تو معلوم ہوا کہ بیماری قریباً ایک تہائی دور ہو چکی ہے۔

دوست دعا کریں

میں بھی دعاؤں میں لگا ہوا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے اور کامل شفا عطا کرے اور پوری ہمت دے۔ کیونکہ جو کام جماعت احمدیہ کے سپرد کیا گیا ہے وہ بڑا اہم ہے ہماری دنیا میں اسلام کو غالب کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ دنیا کے لحاظ سے ہم یتیم ہیں۔ (جماعتی لحاظ سے دنیا ہمیں یتیم ہی سمجھتی ہے) ہم بے کس ہیں۔ غریب ہیں۔ ہمارے پاس کوئی پیسہ نہیں۔ اور سپرد کر دیا اللہ تعالیٰ نے یہ کام کہ

ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرو

اس کے لئے اتنی قربانیاں دو جتنی قربانیاں دینے کی تمہیں توفیق ہے۔ اور ہماری جماعت دنیا کی آبادی کے لحاظ سے مختصر سی جماعت ہے اور اتنا اہم کام اس کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ اور پھر ساری جماعت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے ایک شخص یعنی خلیفۂ وقت کے کندھوں پر ڈال دی ہے۔ یہ کندھے بڑے کمزور ہیں۔ لیکن ایک چیز (جو بڑی چیز ہے) سہارا دیتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جس پاک ذات نے یہ ذمہ داریاں ڈالی ہیں وہ تمام طاقتیں رکھنے والی ہے جب اس نے کہا ہے کہ میں تمہارے ذریعہ سے یہ ناممکن ممکن بنا دوں گا تو یہ ناممکن ممکن ضرور بن جائے گا۔ کوئی دنیوی طاقت اس کے راستہ میں روک پیدا نہیں کر سکتی۔ پس دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ کامل شفا دے۔

ایک اور بات

بتا دوں۔ قرآن کریم نے ایک جگہ فرمایا ہے

اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ

اس قسم کی بیماریاں جب آتی ہیں تو پھر آدمی کو غالباً وجد البصیرت اس آیت کے معنی معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً میں نے آرام سے کہہ دیا ہے کہ مجھے گرمی لگی لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ مجھے گرمی کیوں لگی۔ آدمی خود بیمار ہوتا ہے بے احتیاطی کے نتیجہ میں یا غلط فیصلہ کر کے۔ اس دن بڑی سخت لو چل رہی تھی۔ ملاقات کے لئے دوست بڑی تعداد میں آئے ہوئے تھے میں نے کہا مجھے

نفس کی قربانی

دینی چاہیئے اور ان سے مل لینا چاہیئے چنانچہ میں سوا دس بجے سے کوئی ایک بجے (بعد دوپہر) تک اوپر جہاں میں عام طور پر ملاقات کیا کرتا ہوں بیٹھا رہا اور جب وہاں سے اٹھا تو میرا سر پکڑا ہوا تھا اور مجھے پتہ لگ گیا تھا کہ میں غلطی کر بیٹھا ہوں اور اب اس کو بھگتنا پڑے گا تو مَرِضْتُ۔ انسان خود بیمار ہوتا رہتا ہے اور خدا تعالیٰ فَهُوَ يَشْفِيْنِ کے جلوے بھی دکھاتا رہتا ہے۔ پس دوست دعا کریں کہ شافی خدا اپنی قدرتوں اور رحمتوں کے نتیجہ میں اپنے شافی ہونے کی صفت کے جلوے دکھائے اور آپ کو بھی اور مجھے بھی اپنی حفظ و امان میں رکھے اور صحت دے

دوسری بات

فضل عمر فاؤنڈیشن کے نام سے

جو تحریک آج سے قریباً دو سال پہلے جاری کی گئی تھی۔ اس کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دو سال گزر چکے ہیں اور ایک سال باقی رہتا ہے۔ ہم نے باہمی مشورہ کے بعد فیصلہ کیا تھا کہ جو دوست اس تحریک میں حصہ لینا چاہیں اگر وہ چاہیں تو اپنے وعدے کو تین حصوں میں تقسیم کر کے تین سالوں میں ادا کر دیں (یعنی ایک تہائی ہر سال میں) اس وقت جو دو سال گزرے ہیں وہ دو تہائی سے کم ہے۔ میرا خیال ہے کہ پاکستان کی جماعتوں نے (یا ان میں سے اکثر نے) اپنے وعدہ کے مطابق دو تہائی یا بعض نے اس سے بھی زیادہ ادا کر دیا ہے اور اپنے وعدوں کو پورا کر لیا ہے۔ لیکن

جو جماعتیں بیرون پاکستان کی ہیں

ان کے ذمہ دار آدمیوں نے جن میں ہمارے مبلغ اور وہاں کے عہدیدار شامل ہیں ذکر کی تعمیل پر عمل نہیں کیا۔ کیونکہ جو خطوط وہاں سے آتے ہیں اور جو حالات ہمیں معلوم ہیں وہ لوگ کسی طرح بھی پاکستان کی جماعتوں سے اپنے اخلاص میں کم نہیں۔ بلکہ وہ ہمارے شانہ بشانہ قربانیوں کے میدان میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ اس تحریک میں اگر وہ پیچھے رہ گئے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انکو یاددہانی نہیں کروائی گئی۔ ذمہ دار عہدیدار یا مبلغ، جو بیرونی ممالک میں کام کر رہے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ دوستوں کو اس طرف متوجہ کریں۔ پاکستان میں جن دوستوں نے فضل عمر فاؤنڈیشن کے وعدے کئے ہوئے ہیں ان کو بھی میں کہنا چاہتا ہوں کہ تیسرا سال شروع ہو گیا ہے۔ اور اس تحریک میں چوتھا سال نہیں ہوگا یعنی جب تین سال ختم ہو جائیں گے تو اس کے بھی کھاتے بند کر دئے جائیں گے۔ یہ اعلان میں آج موجودہ حالات کے مطابق بڑی سوچ کے بعد کر رہا ہوں میں چوتھے سال کی اجازت نہیں دینا چاہتا۔

تیسرے سال میں سارے وعدوں کی ادائیگی ہو جانی چاہیئے

استثنائی صورت تو ہوتی ہے بعض کے حالات اچانک خراب ہو جاتے ہیں۔ لیکن دل میں شوق اور ولولہ اور جذبہ اسی طرح قائم ہوتا ہے۔ ایک آدمی اگر آکر ہمیں کہے کہ اس سال (تیسرے سال) میرے حالات ایسے ہو گئے ہیں مجھے کچھ اور مہلت دی جائے۔ لیکن فضل عمر فاؤنڈیشن کے سلسلے میں عام قاعدہ اور دستور یہ ہوگا کہ تیسرا سال اس کا آخری سال ہے۔ اور ساری وصولی اسی کے اندر ہو جانی چاہیئے۔ اور مرکزی کارکنوں اور جماعتوں کے کارکنوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ یہ سال وصولیوں کا ہے وعدوں کا نہیں۔ اگر کوئی چاہتا ہے تو وہ وعدہ کرے اور تین سال کا چندہ اکٹھا دینے کا وعدہ کرے۔ وہ اتنا ہی وعدہ کرے جو وہ تیسرے سال میں پورے کا پورا ادا کر سکے۔ اس کو ہم آگے نہیں چلائیں گے غرض

اس چندہ کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے

ویسے تو اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ جماعت کو اللہ تعالیٰ نے قربانی کی بڑی توفیق عطا کی ہے کتنی مالی قربانیاں ہیں جو مختلف شکلوں میں جماعت کو دینی پڑتی ہیں۔ پھر یہ تجویز ہوئی سب نے مشورہ کیا۔ ایک جذبہ پیدا ہوا۔ اور اس تعلق کی وجہ سے ہوا جو جماعت کے افراد کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور پہلے خیال تھا کہ ۲۵ لاکھ روپیہ تک چندہ اکٹھا کیا جائے۔ لیکن اس وقت تک ساڑھے ستائیس لاکھ کے وعدے ہو چکے ہیں اور وصولی بھی پورے بائیس لاکھ کے قریب ہو چکی ہے۔ پس یہ بات صحیح ہے کہ مخلصین بڑی قربانی دیتے ہیں لیکن جنہوں نے یہ چندہ ابھی تک ادا نہیں کیا ہمارا فرض ہے کہ ان کے متعلق بھی ہم حسن ظنی سے کام لیں کہ ان کے چندہ کی عدم ادائیگی اخلاص کی کمی کی وجہ سے نہیں بلکہ بعض جائز حالات یا بعض بے احتیاطیوں اور عدم توجہ کی وجہ سے وہ پیچھے رہ گئے ہیں میں انہیں کہتا ہوں کہ اپنے اخلاص کو جھنجھوڑیں اور اپنے وعدوں کو پورا کریں اور اس تیسرے اور آخری سال

اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو جائیں

پتہ نہیں کہ آئندہ کیا حالات ہونے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کس رنگ میں اور کس شکل میں ہم سے قربانیاں لینی ہیں۔ ایک کام جو ہم نے شروع کیا ہے اس کے اتنے حصہ کو ہمیں جلد سے جلد بند کر دینا چاہیئے۔ پھر اللہ تعالیٰ مزید قربانیوں کی راہیں ہمارے لئے کھول دیگا اور مزید قرب اور رحمت کے دروازے ہمارے لئے کھول دے گا۔ ہم سے وہ ایک پیسہ لیتا ہے تو ہم یہ نہیں کہتے کہ اس پیسہ کے مقابلہ میں چونکہ وہ ہمیں ہزار پیسہ دے دیتا ہے اس لئے ہم خوش ہیں۔ کیونکہ جب ہم یہ پیسہ اس کی راہ میں پیش کرتے ہیں تو ہمارا نفس ہمیں کہتا ہے کہ ہمیں دنیا کے اموال سے محبت نہیں ہے جب دنیا کا مال ہمیں احسان کے طور پر ملتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا یہ احسان دیکھ کر ہم خوش

بھی ہوتے ہیں اور اس کی حمد بھی کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے دل میں دنیا کی محبت اسی طرح ٹھنڈی رہتی ہے جس طرح پیسہ دیتے وقت ٹھنڈی تھی لیکن جب ہم یہ پیسہ دیتے ہیں تو دنیا کے اموال دینے کے علاوہ وہ ہم سے اتنا پیار کرنے لگ جاتا ہے کہ اس کے ایک ایک احسان اور پیار اور محبت کے جلوہ کے بعد انسان کے نفس کا کچھ باقی نہیں رہتا۔ وہ فنا ہو جاتا ہے

وہ اتنا پیار کرنے والا ہے

اور یہی پیار ہے جو ہماری زندگی ہے یہی پیار ہے جو ہماری بقا ہے۔ ہماری جنت ہے اور یہ چیز جب ہمیں مل جاتی ہے تو پیسہ کیا وہ اگر ہم سے سب کچھ لے لے اور ہمیں اپنی محبت دے دے تو ہم خوش ہیں۔ بس اپنے وعدے جلد ادا کریں ممکن ہے کہ کوئی اور اہم تحریکات فضل عمر فاؤنڈیشن کے چندوں کے بند ہونے کا انتظار کر رہی ہوں اور اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ ہو کہ بات تو ضروری ہے لیکن ایک سال ان لوگوں کو انتظار کروا لینا چاہیئے۔ کہ کہیں ان پر زیادہ بوجھ نہ پڑ جائے۔ اس لئے آپ جلدی جلدی چندے ادا کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کی رحمت کے نئے دروازے کھلنے کے امکان آپ کے لئے پیدا ہو جائیں اور خدا کرے کہ ہمیشہ نئے دروازے رحمت کے ہم پر کھلتے رہیں

اس وقت

قریباً چودہ پندرہ لاکھ روپیہ قابلِ وصول ہے

اور نسبت کے لحاظ سے بیرونی ممالک میں زیادہ نسبت قابلِ وصول کی ہے۔ اور کم نسبت وصول شدہ کی ہے۔ ہمارے پاکستان کے لحاظ سے زیادہ نسبت وصول شدہ کی ہے اور کم نسبت قابلِ وصول کی ہے۔ بہرحال جو بھی نسبت ہو ہم نے بحیثیت جماعت اور ہم میں سے ہر ایک نے بحیثیت فرد اپنے وعدوں کو پورا کرنا ہے اور اس کی طرف ہمیں متوجہ ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر فضل کرے

ایک مضمون

میں نے شروع کیا ہوا تھا اب وہ شاید کراچی جا کر ختم ہو گا۔ خدا کی جو مرضی ہو اس میں بڑا لطف آتا ہے۔ ایک لمبا سا مضمون ذہن میں آ گیا۔ کلاس (فضلِ عمر تعلیم القرآن کلاس) میں مَیں نے اسے شروع کیا تھا اور اس کے دو حصے تھے۔ ایک حصہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بعض لوگوں کے متعلق مشیّت کا حکم جاری ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ کے لئے جب ارادہ کا لفظ بولا جائے تو لغوی لحاظ سے اس کے معنی حکم ہی کے ہوتے ہیں۔ اور جب کسی گروہ کے متعلق مشیّت کا حکم جاری ہوتا ہے تو پھر کوئی طاقت اس کو خدا کے غضب اور اس کی رحمت کی محرومی سے بچا نہیں سکتی۔ ایک اور گروہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ ان پر میں اپنی رحمت کی بارش برساؤں گا ان کو اپنی رحمت کے سایہ تلے رکھوں گا۔ ان کے لئے میں اپنی رحمت کے دروازے کھولوں گا۔ ان کو میں اپنی رحمت کی جنتوں میں داخل کروں گا۔ جب اس کا کسی فرد یا گروہ کے متعلق یہ فیصلہ ہو جائے تو چھوٹا ہو یا بڑا، غریب ہو یا امیر، صاحبِ اقتدار ہو یا نہ ہو اس شخص یا جماعت کے لئے خدا تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق

رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں

دکھ اور عذاب کا فیصلہ جب کسی قوم کے متعلق ہوتا ہے تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ فرمایا ہے کہ خدا ذرا بھی کسی پر ظلم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ہی فرماتا ہے کہ وہ تمام صفاتِ حسنہ سے متصف ہے۔ کوئی برائی اس کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی کوئی نقص اس میں پایا نہیں جا سکتا۔ وہ ہر لحاظ سے ایک کامل اور مکمل ذات ہے۔ پس جب اس نے یہ کہا کہ جب میں کسی قوم کے متعلق مشیّت کا فیصلہ کرتا ہوں تو میرے غضب سے کوئی طاقت انہیں بچا نہیں سکتی۔ تو ساتھ ہی ہم اپنے پیارے رب سے یہ توقع اور امید رکھتے ہیں کہ وہ ہم پر ان راہوں کی نشاندہی بھی کرے گا جن راہوں پر چل کر اللہ تعالیٰ سے انسان دور ہو جاتا ہے اور اس کے قہر اور غضب کا نشانہ بنتا ہے۔

قرآن کریم میں

گو بہت سے مقامات پر ان کا ذکر موجود ہے لیکن سورۂ احزاب کو ہی جب میں نے اس زاویہ سے دیکھا تو بہت سی باتیں مجھے وہاں نظر آئیں جن میں سے گیارہ باتیں، جن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا اور انسان اس کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کے حق میں یا اس کی جماعت کے حق میں مشیّت کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ یعنی دکھ اور عذاب اور رحمت سے محرومی کا، ان کا ذکر میں کلاس کے سامنے کر چکا ہوں۔ اور میرا خیال تھا کہ میں آج کا خطبہ دوسرے حصہ پر دوں گا اور اختصار کے ساتھ مضمون کو ختم کر دوں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے یہ امید رکھوں گا کہ وہ جماعت کی تعلیم اور تربیت کے لئے اور ضروری مضامین خود سکھا دے گا

علم بھی انسان خدا سے ہی حاصل کرتا ہے

اس کی توفیق کے بغیر علم بھی نہیں ملتا۔ پھر اس کے علم کے تعلق میں بیان کی جو توفیق ملتی ہے وہ بھی اس کے فضل سے ملتی ہے لیکن ایک تو میں نے اپنی صحت کے لئے دعا کی تحریک کرنی تھی اور دوسرے فضلِ عمر فاؤنڈیشن کا بڑا ضروری مسئلہ تھا۔ اسے مسئلہ ہی کہنا چاہیئے کیونکہ بعض ان دوستوں کے لئے جنہوں نے ابھی تک اپنے وعدہ کے مطابق فضلِ عمر فاؤنڈیشن کا چندہ ادا نہیں کیا یہ ایک مسئلہ ہی بن گیا ہے۔ اور میں نے ان لوگوں کو نصیحت کرنی تھی۔ تیسرے میں بہت لمبا خطبہ بھی نہیں دے سکتا۔ یعنی ڈیڑھ دو گھنٹے کا خطبہ، کیونکہ میری صحت ابھی ٹھیک نہیں ہے۔ اور اس لئے بھی کہ اس گرمی میں آپ کی طبیعت کا خیال بھی رکھنا چاہیئے۔ یہاں جوان بھی بیٹھے ہیں، ہمت والے بھی بیٹھے ہیں صحت مند بھی ہیں۔ لیکن بوڑھے بھی ہیں اور کچھ میرے جیسے نیم مریض بھی ہیں کچھ بیماری کمزور بھی ہیں ان سب کا خیال رکھنا چاہیئے۔ ویسے تو گرمیوں میں اس خطبہ سے بھی چھوٹا خطبہ ہونا چاہیئے۔ جتنا آج میں نے دیا ہے یعنی ۲۰-۲۵ منٹ کے قریب۔ سو میں اسی پر خطبہ ختم کرتا ہوں دوست اس یقین کے ساتھ کہ شفا خدا کے ہاتھ میں ہے

میری صحت کے لئے دعا کریں

اپنی صحت کے لئے بھی دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ صحت مند رکھے۔ بیماری سے شفا بھی وہی دیتا ہے۔ صحت پر قائم بھی وہی رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور اپنی رحمت کا وارث بنائے۔

فضلِ عمر فاؤنڈیشن کا یہ آخری سال ہے کوئی شخص اس دھوکہ میں نہ رہے کہ اس سال اگر سستی دکھائی تو آئندہ سال اس سستی کو دور کر دیں گے کیونکہ آئندہ سال اغلب یہ ہے کہ فضلِ عمر فاؤنڈیشن کی وصولی کا سال نہیں ہو گا۔ ممکن ہے کہ کسی اور تحریک کی وصولی کا سال بن جائے۔ یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ خصوصاً غیر ممالک میں جو ہمارے مبلغ اور عہدیدار (مقامی جماعت کے ہیں ان کو بار بار جماعت کے سامنے یہ بات لانی چاہیئے کہ

فضلِ عمر فاؤنڈیشن

کے اس تیسرے اور آخری سال میں اپنے وعدوں کو پورا کرے۔ بیرونی ممالک کی جماعتوں نے اس مد میں جو چندے دیئے ہیں وہ اپنی ممالک میں ہی ہیں۔ اس لئے کہ بہت سے ممالک ایسے ہیں جو اپنے ملک کا روپیہ دوسرے ملک میں جانے نہیں دیتے۔ اس لئے بہرحال وہ روپیہ فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے کسی منصوبہ کے ماتحت ان ملکوں میں ہی خرچ ہو گا۔ اشاعتِ اسلام کے لئے، قرآن کریم کے تراجم کے لئے وغیرہ وغیرہ۔ (بہت سے کام کرنے والے ہیں۔) اور جہاں ممالک روپیہ باہر جانے کی اجازت دیتے ہیں وہاں ہم نہیں چاہتے کہ روپیہ یہاں آئے۔ اس لئے ہمارے اپنے ملک میں بھی حالات ایسے نہیں کہ روپیہ زیادہ مقدار میں باہر بھجوایا جا سکے۔ ویسے اس سال اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا ہے کہ گندم بڑی اچھی ہو گئی ہے لیکن جو غیر ملکی روپیہ ہم کماتے ہیں اور جس کو فارن ایکس چینج (Foreign Exchange) کہتے ہیں اس پر ملکی ضروریات کی وجہ سے بڑا بار رہتا ہے اس لئے ہمیں فارن ایکسچینج کی بہت تھوڑی رقم مل سکتی ہے۔ اور یہ رقم ہمیں دے کر ہی دیتی ہے۔ یہ نہیں کہ گورنمنٹ عطیہ دیتی ہے۔ بلکہ ہم لاکھ روپیہ دیتے ہیں اور وہ لاکھ روپیہ فارن ایکسچینج کی شکل میں ہمیں دے دیتے ہیں لیکن فارن ایکسچینج پر بھی اتنے دباؤ اور پریشر (Pressure) ہیں کہ وہاں سے ہمیں زیادہ روپیہ نہیں مل سکتا۔ اس لئے جن ممالک سے بیرونی ملکوں میں روپیہ باہر جا سکتا ہے وہاں

ہماری ریزرو رقم رہنی چاہیئے

تا کہ اگر کسی جگہ غلبۂ اسلام کے سامان پیدا ہوں تو یہ نہ ہو کہ ہم سے مطالبہ ہو کہ آدمی بھیجو، کتابیں بھیجو، بد مذہب اور دہریہ اور عیسائی اور دوسرے مذاہب کے ماننے والے اسلام کی طرف مائل ہیں اور بااثر بن رہے ہیں اور حالات ایسے ہیں کہ اسلام یہاں پھیل جائے گا۔ لیکن ہم انہیں کہیں کہ ہمارے پاس تو پیسہ نہیں۔ اگر ایسا ہو تو یہ انتہائی نحوست اور تکلیف کا باعث اور ڈوب مرنے کا مقام ہو گا۔ غرض ہمارا روپیہ ان ممالک میں محفوظ رہے گا اور کچھ وقت غیر ممالک میں روپیہ ریزرو رہنا جو بوقتِ ضرورت کام آئے بہت ضروری ہے کیونکہ

دنیا کے حالات بڑی تیزی سے بدل رہے ہیں

ایسے ممالک جو آج بظاہر بڑے امیر معلوم ہوتے ہیں اور ان کی کرنسی پر کوئی پابندی نہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان میں ایک انقلاب آ جاتا ہے اور اگلے دن کرنسی پر پابندیاں لگ جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عقل اور فراست دی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنی کسی حکمتِ کاملہ کے نتیجہ میں ہماری اس

دنیا میں اس زمانہ میں ایسے حالات پیدا کرتے تو وہ اپنے بندوں سے یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے اور زمانہ کے جو چیلنج ہیں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہیں اور

غلبۂ اسلام کے لئے ہر ممکن تدبیر

وہ کرتے رہیں۔ یہ تو نہیں کہ پھولوں کی سیج پر ہم لیٹے رہیں اور پھر بھی ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنے میں کامیاب ہو جائیں دنیا جس کو دکھ کہتی ہے مومن اسے دکھ نہیں سمجھتا۔ لیکن دنیا جسے دکھ کہتی ہے۔ دنیا جسے تکلیف سمجھتی ہے۔ دنیا جسے مفلسی قرار دیتی ہے، دنیا جسے بیکسی کا نام دیتی ہے ان ساری چیزوں میں سے ہم نے گزرنا ہے ہم انہیں رضاء الٰہی کے حصول کی خاطر کوئی چیز نہیں سمجھتے۔ جس کا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں ہو جس نے اپنے رب کی انگلی پکڑی ہوئی ہو وہ اگر ایک سال کا بچہ بھی ہے اور اس کے دماغ میں سمجھ ہے تو وہ یہ کہے گا کہ میں کچھ بھی نہیں ایک سال کے بچے میں کیا طاقت ہوتی ہے نہ علم نہ عقل اور نہ تجربہ کچھ بھی نہیں ہوتا نہ اس میں جسمانی طاقت ہوتی ہے۔ لیکن وہ ایک غریب اور ناکارہ اور مفلس اور کم مایہ ماں کی انگلی پکڑ لے تو اس کی گردن تن جاتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اب مجھے دنیا کی کوئی طاقت کچھ نہیں کہہ سکتی۔ اس کا یہ خیال تو بچپنے کا ہوتا ہے لیکن ایک مومن جب واقعہ میں اپنے رب کی انگلی پکڑ لیتا ہے اور اپنے وجود پر ایک فنا وارد کر لیتا ہے اور خدا کو کہتا ہے مجھ میں ایک کمزور کم عمر بچہ جتنی بھی طاقت نہیں تو ہی میرا سب کچھ کر اور پھر پیار سے وہ اس کی انگلی پکڑ لیتا ہے تو وہ محسوس کرتا ہے کہ

خدا بڑا ہی طاقتور ہے

اس کی محبت اور اس کی قدرت کے وہ جلوے دیکھتا ہے ہم نے اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کر کے علم کو پھیلانا ہے۔ اللہ سے معرفت حاصل کر کے خدا کی معرفت دنیا میں قائم کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اپنے دلوں میں پیدا کرنے کے بعد دنیا کے دلوں میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عقل بخشی ہے۔ فراست بخشی ہے خدا تعالیٰ ہمارا امتحان لیتا ہے اخلاص کا بھی۔ فراست کا بھی۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جتنی فراست مومن کی ہے کسی اور شخص کی نہیں ہوتی۔ کیونکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے کہ

مومن کی فراست

سے بچتے رہا کرو۔ ڈرتے رہا کرو۔ لیکن کسی اور امت کے متعلق یہ نہیں کہا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مومن کی فراست کے مقابلہ میں کسی اور کی فراست نہیں ہے۔ غرض چونکہ مومن کو خدا تعالیٰ نے اتنی فراست دی ہے اس لئے آپ کو ساری دنیا کے حالات سوچتے رہنا چاہیئے۔ میں بھی سوچتا ہوں اور غلبۂ اسلام کے لئے ہم نے ہر ممکن کوشش کرنی ہے اور دس سال بعد جو واقعات ہونے والے ہیں یا بیس سال بعد جو واقعات ہونے والے ہیں اور جس طرف زمانہ کا رُخ ہے اس کے متعلق ہمیں سوچتے رہنا چاہیئے

دعاؤں کے نتیجہ میں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سی باتیں مومن کی فراست بھانپ لیتی ہے اور اس کے لئے تیاری کرتی ہے۔ غرض غیر ممالک میں نصرت جہاں فاؤنڈیشن کا وعدہ اس سال ضرور پورا ہونا چاہیئے اور اس کے لئے پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو

اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے

کی توفیق عطا فرمائے

(آمین)

(الفضل ۳ ظہور ۱۳۴۷ ہش)

تصحیح

اخبار بدر ۸/۸ میں جو وصایا شائع ہوئی ہیں ان میں سے مکرم کے شاہ الحمید صاحب موصی کا نمبر وصیت غلط طور پر ۱۳۷۳۰ شائع ہو گیا ہے۔

درست نمبر ۱۳۷۳۶ ہے۔ احباب درستی فرمالیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

موصیوں کا سالانہ حساب

دفتر ہذا کی طرف سے اپریل کے آخر میں تمام موصیوں کی خدمت میں فارم اصل آمد بھجوا دیئے گئے تھے۔ جن موصیوں کی طرف سے فارم پُر ہو کر واپس آ گئے تھے ان کی خدمت میں ان کے حصہ آمد کا سالانہ حساب بابت سال ۶۸-۱۹۶۷ء بھجوایا جا چکا ہے ابھی بہت سے موصی ایسے ہیں جن کی طرف سے فارم اصل آمد واپس نہیں آئے ان سب سے درخواست ہے کہ فارم پُر کر کے جلد بھجوائیں تا کہ انہیں سالانہ حساب بھجوایا جا سکے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

اداریہ بقیہ صفحہ نمبر ۲

طالب علموں کے اندر یہی غلط روح پھیلنے لگی ہے جو ملک کے مستقبل کو روشن کرنے کی بجائے تاریکی کی طرف لے جانے والی ثابت ہو سکتی ہے۔ جب تک ہماری نئی پود محنتی اور جفاکش نہیں ہوتی اور ذمہ داری کا احساس رکھتے ہوئے اپنے کام سے کام نہیں رکھتی، اساتذہ کی کامل اطاعت اور تعلیم میں یکسوئی کے ساتھ نہیں لگ جاتی مستقبل میں وہ ان قومی ذمہ داریوں سے ممکن صورت میں عہدہ برآ نہیں ہو سکتی جو ان کے کندھوں پر پڑنے والی ہیں۔ !

اسی طرح ملک میں علم کی روشنی کے زیادہ پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ ضروری ہے کہ دلوں سے پرانی تنگ نظری اور کم حوصلگی نکال دی جائے اور ملک کا ہر باشندہ زیادہ وسیع القلبی کے ساتھ غور و فکر کرے۔ علاقائی تنازع، چھوت چھات، نسلی امتیاز یا مذہبی اختلاف کو کسی صورت میں در اندازہونے نہ دیا جائے۔ اس سلسلہ میں بڑی بات یہی ہے کہ ملک کی رنگا رنگی کو کھلے دل سے قبول کیا جائے جس طرح وہ گلدستہ ہر دیکھنے والے کو بڑا ہی دلربا نظر آتا ہے جس میں رنگا رنگ کے پھول چنے گئے ہوں۔ اسی طرح ملک واسیوں کی یہ رنگا رنگی ملک کا حسن اور اس کا نکھار ہے۔ اس لئے یوم آزادی کے اس مقدس قومی تہوار پر ہر باشندہ کو ملک کی سالمیت اور اس کی تعمیر نو کے لئے کامل اتحاد اور یکجہتی کا عہد کرنا چاہیئے۔ تا کہ سب کی مشترکہ کوششوں اور پرخلوص مساعی کے ساتھ ملک ترقی کے میدان میں زیادہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا جائے۔ اور اتحاد و یکجہتی کے شیریں پھلوں سے ہر بھارت واسی شاد کام ہو۔

اس موقع پر ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ ماہ جون میں سرینگر میں جو قومی یکجہتی کانفرنس ہوئی اور بتاریخ ۱۲ جون اس کونسل نے جو اعلانِ مقاصد منظور کیا۔ اس کا ایک حصہ بطور یاد دہانی ذیل میں نقل کریں جو بہت ہی مفید اور کارآمد ہے۔ منظور کردہ اعلانِ مقاصد میں کہا گیا ہے کہ:-

"ہماری قومی زندگی کی بنیاد عام شہریت، ہمہ رنگی میں یک رنگی، آزادیٔ مذہب و سیکولرزم، مساوات، سماجی، سیاسی اور معاشرتی انصاف اور تمام فرقوں و برادریوں کی برابری پر ہے۔ قومی یکجہتی کونسل ان اقدار میں اپنے اعتماد کا ایک مرتبہ پھر اظہار کرتی ہے اور ان کے حصول کا عہد کرتی ہے۔"

"کونسل اس بات پر زور دینا چاہتی ہے کہ یہ کام صرف حکومت کا نہیں ہے اگرچہ حکومت کو اتحاد کی قوتیں مضبوط کرنے اور کونسل کی سفارشات پر جلد از جلد اور موثر طور پر عملدرآمد کرنے میں بڑا کام انجام دینا ہے۔ یہ کام تمام شہریوں، سیاست دانوں، معلموں، دانشوروں، تاجروں اور ٹریڈ یونین لیڈروں کی مشترکہ ذمہ داری ہے کونسل بہت خلوص سے تمام شہریوں کو خواہ ان کا مذہب، زبان، نسل یا ثقافت کچھ بھی ہو دعوت دیتی ہے کہ وہ قومی اتحاد و سالمیت کو مضبوط کرنے کے اس عظیم اور اہم کام میں حصہ لیں"

اس لئے ہر بھارت واسی کا فرض ہے کہ کونسل کی اس اپیل اور تجویز کو اپنے اپنے دائرۂ عمل میں کامیاب بنائے اور اس کے ثمرات سے بہرہ اندوز ہونے کے مواقع پیدا کرے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب ملک واسیوں کو اس کی توفیق دے تا اس کے نیک نتائج جلد ظاہر ہوں اور ہر شخص علی وجہ البصیرت کہے کہ فی الواقع آزادی ایک بڑی نعمت ہے !!

تحریکِ جدید کے بقایا داروں سے ایک سوال

احبابِ جماعت کو علم ہے کہ تحریکِ جدید کے چندہ سے اکنافِ عالم میں اشاعتِ اسلام کا عظیم الشان کام ہو رہا ہے۔ جیسا کہ ایک موقع پر سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا:-

"وہ حضرات جنہوں نے مرکز کی یاددہانیوں۔ الفضل (بدر) کی تحریکوں اور مقامی مخلصین کی مساعی کے باوجود موعودہ رقم ادا نہیں فرمائی میں ان سے یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا اکنافِ عالم میں اشاعتِ اسلام کا کام بند کر دیا جائے؟"

"بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ چونکہ اب نیا سال شروع ہو رہا ہے۔ اس لئے ہمارا پچھلا معاف ہے۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ خدا تعالیٰ سے کئے گئے وعدے اگر پورے نہ کئے جائیں تو انسان کو ان کی نیکیوں کی بھی توفیق نہیں ملتی۔ یہ کسی بندے سے معاملہ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ سے معاملہ ہے جو عالم الغیب ہے"

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

قسطِ اوّل

کفنِ مسیح —— عصائے موسیٰ کے بعد ردائے عیسیٰ

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

ان دنوں مغرب کے "ارباب دانش" حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق جو اعلیٰ پائے کی تحقیقات پیش کر رہے ہیں ان کے پس پردہ خدا کی کونسی تقدیر کام کر رہی ہے اس کا علم احمدیوں کے سوا اور کسی کو نہیں۔ یہ کسرِ صلیب کے اوزار ہیں جو اہل صلیب خود اپنے علم و فکر کے سانچے میں ڈھال کر ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں

"کفن مسیح" پر یورپ کے سائنسدانوں کی تحقیق اسی نوعیت کی ایک تحقیق ہے۔

یہ کپڑا جس پر ابھی تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے اگرچہ فکر و بحث کا موضوع ۱۹۳۱ء کے بعد بنا لیکن اس کا ذکر مسیحیوں کی قدیم ترین روایات میں موجود ہے

○ قدیم روایات

اناجیل اربعہ میں ایک مہین سوتی کپڑے میں جناب مسیح کے لپیٹے جانے کی شہادتیں ملتی ہیں۔

○ انجیل یوحنا

مقدس یوحنا کی شہادت یہ ہے کہ یہ کپڑا "حنوط شدہ" تھا۔ یعنی اس میں یسوع مسیح کو لپیٹنے سے پہلے اس پر دواؤں اور مصالحہ جات کی ایک تہہ جمائی گئی تھی جو عنبر اور عود سے تیار کی گئی تھی اور اس کا وزن پچاس سیر کے لگ بھگ تھا ۱۹/۴۰

○ مکتوب اسکندریہ

مقدس یوریبس نے مکتوب اسکندریہ میں لکھا ہے کہ اس دوا کے لانے اور اس کو کپڑے پر لگانے میں وہ بھی جلیم مقادلیس کے ساتھ تھا مکتوب اسکندریہ کی ایک شہادت یہ بھی ہے کہ اس ایک کپڑے کے علاوہ مسیح کے جسم پر اور کئی پٹیاں لگائی گئی تھیں اور سر پر ایک رومال بھی باندھا گیا تھا۔

○ لوقا - یوحنا

یوحنا کی دوسری شہادت یہ ہے کہ دوسرے دن جب پطرس اور اس کے ساتھی غار میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہ سوتی کپڑا اور رومال جس سے مسیح کا سر باندھا گیا تھا وہاں پڑا ہے مگر خود مسیح غائب ہیں ۲۰/۲۔ یہی شہادت انجیل لوقا اور مکتوب اسکندریہ میں بھی دی گئی ہے (لوقا ۲۴/۱۲)

○ دورِ مظلومی

یہ عہدِ مسیح کی شہادتیں ہیں۔ اس کے بعد تین سو سال تک اس کپڑے کا کوئی ذکر نہیں ملتا اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ زمانہ مسیحیوں کے لئے انتہائی مظلومی و بے کسی کا زمانہ تھا۔ جب تخت روم پر کوئی ایسا فرمانروا بیٹھتا جو مسیحیوں کا مخالف ہوتا تو اس کے عہد حکومت میں ان کی زندگی دوبھر ہو جاتی۔ اور ان بیچاروں کی جان کے لالے پڑ جاتے۔ اس حالت میں وہ اپنے مذہبی تبرکات کی تشہیر کیسے کر سکتے تھے۔ انہیں تو اندیشہ ہوگا کہ اگر کوئی ایسی متبرک چیز دیدارِ عام کے لئے نکالی گئی تو مبادا وہ تلف ہو جائے۔ اسی لئے تین سو سال تک اس کپڑے کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔

○ ۳۳۰ء

عہدِ مسیح کے بعد اس کا ذکر سب سے پہلے ۳۳۰ء میں ایک آرمینین شہزادی نے کیا جو جو سینٹ NINO کے نام سے مشہور ہے۔ (سنڈے سٹینڈرڈ بمبئی مورخہ ۲۶/۳ مضمون HUCHGUNTZER)

یہ قسطنطین اعظم کے بعد کا زمانہ ہے جب مسیحیت سلطنتِ روم کا سرکاری مذہب بن چکی تھی۔

○ ساتویں صدی عیسوی

ساتویں صدی کے یروشلم کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غار جہاں مسیح کا مصلوب جسم رکھا گیا تھا "قبرِ مسیح" کے نام سے مشہور تھا اس قبر کی زیارت کا شوق مسیحیوں کو دور دور سے یہاں کھینچ لاتا تھا۔ "کلیسائے قیامت" جو یروشلم کا سب سے بڑا گرجا تھا اسی جگہ بنایا گیا تھا۔ لیکن اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ ان دنوں یہ کپڑا یروشلم کے کسی کلیسا میں موجود تھا

یہ دور یروشلم پر اسلامی اقتدار کا دور تھا۔ یوں تو مسلمانوں نے معاہدہ کے مطابق کسی کلیسا کو ہاتھ نہیں لگایا۔ لیکن اقتدار کا تبادلہ بیم و امید کا ایک سخت معاملہ ہوتا ہے

○ صلیبِ اعظم

یروشلم کے اسقفوں نے جب دیکھا کہ مسلمان یروشلم پر قابض ہونے والے ہیں تو "صلیبِ اعظم" اور کلیساؤں کی قیمتی چیزیں قسطنطنیہ بھیج دیں کیا ان تبرکات میں یہ کپڑا بھی تھا؟ میرا خیال ہے کہ یہ کپڑا ان تبرکات میں نہیں تھا۔ قرینہ یہ ہے کہ یہ کپڑا صدرِ اول میں یروشلم سے انطاکیہ، انطاکیہ سے کیتھا کومز اور کیتھا کومز سے روم پہنچا اور رومی ملکہ نے ۴۳۵ء میں اسے قسطنطنیہ بھیجا۔

○ کفنِ مسیح انطاکیہ میں

تاریخ کے ان اجزاء کو ترتیب دینے کی صورت یہ ہے کہ رومی مملکت میں یروشلم کے بعد جو شہر سب سے پہلے مسیحیوں کی مذہبی سرگرمیوں کا مرکز بنا وہ "انطاکیہ" ہے۔ اس شہر کے باشندوں کو "مقدس پطرس" نے مسیحیت کا پیغام پہونچایا تھا۔ اور اہل شہر کو "انجیل برنباس" کی تعلیم دی تھی۔ کتاب اعمال کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پطرس اور برنباس ایک ہی مکتبۂ فکر کی نمایندگی کرتے تھے۔

○ کفنِ مسیح کیٹا کومز میں

انطاکیہ کے بعد پطرس نے روم کو اپنی تبلیغ و تبشیر کی جولانگاہ بنایا۔ لیکن وہاں انہیں جام شہادت نوش کرنا پڑا۔ اور مسیحیوں پر روم کی سرزمین تنگ ہوتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ وہ لوگ آس پاس کے غاروں میں روپوشی کی زندگی گزارنے لگے۔ جنہیں کیٹا کومز یا اصحاب کہف کے غار کہتے ہیں۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب مسیحی جنتری میں پہلی صدی دوسری صدی سے گلے مل رہی تھی۔ مقدس پطرس نے "یسوع مسیح" کی بشارت کے مطابق بڑی لمبی زندگی پائی تھی اور انہوں نے روم میں اپنے اس آسمانی نجات دہندہ کی سو سالہ برسی منائی تھی۔

○ کفنِ مسیح ٹورن میں

کیٹا کومز میں یہ کپڑا مسیحیوں کے پاس تھا وہاں سے روم لایا گیا۔ پھر مختلف شہروں کو برکت بخشتا ہوا ۱۵۷۸ء میں اٹلی کے شہر TURIN پہنچا۔ اور وہاں کے بڑے گرجا گھر میں رکھا گیا۔ یہاں ہر ۳۳ سال کے بعد یہ کپڑا دیدارِ عام کے لئے نکالا جاتا ہے

۱۸۹۸ء میں جب حاضرین کو اس کی زیارت کرائی گئی تو اٹلی کے ایک زائر PIA نے دن کی روشنی میں اس کا فوٹو لیا۔ اس نے جب سورج کی روشنی میں اس کی نیگیٹو Nagative دیکھی تو وہ اس میں ایک انسانی شبیہ کا عکس دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا۔

○ ۱۹۳۱ء

۱۹۳۱ء میں جب اس کپڑے کی دوبارہ زیارت کرائی گئی تو ایک پیشہ ور فوٹو گرافر کمانڈر راتی ERNI نے اس کے بارہ فوٹو لئے۔ ان فوٹوؤں کا مطالعہ کر کے اس نے بھی PIA کی تصدیق کی۔ اور اعلان کیا کہ اس "کفنِ مسیح" پر ایک انسانی شبیہ کے نقوش پائے جاتے ہیں۔ اس دن سے مسیحی حلقوں میں اس کپڑے کی قدر و عزت بہت بڑھ گئی۔ جو لوگ اس کو کفنِ مسیح مانتے ہیں ان کو اپنے عقیدے کی صحت پر ایک دلیل ہاتھ آگئی۔ اس میں چہرہ، سینہ، سینے پر بندھے ہوئے ہاتھ اور پیر صاف نظر آتے ہیں۔

یہ تحقیق کہ اس کپڑے پر ایک انسان کی شبیہ کے نقوش ہیں شک و شبہ سے بالا ہو گئی ہے۔ مگر یہ دعوے کہ وہ شبیہ "یسوع مسیح" کی ہے محتاج دلیل ہے۔ ممکن ہے کہ وہ شبیہ کسی اور کی ہو۔

○ مسیح کی شکل

اس شبہ کو اس بات سے بھی تقویت پہنچتی ہے کہ اس کپڑے پر جو انسانی شکل نمودار ہوئی ہے وہ یسوع مسیح کی اس شکل و شباہت سے قدرے مختلف ہے جو چرچ کی طرف سے پیش کی جاتی ہے

○ مسیح کا قد

دوسرا فرق یہ ہے کہ چرچ کی طرف سے یسوع مسیح کی جتنی تصاویر شائع کی جاتی ہیں ان میں ان کو ایک کشیدہ قامت انسان دکھایا جاتا ہے۔ مگر اس کپڑے پر جس انسان کی شبیہ نظر آتی ہے اس کا قد کسی صورت میں ساڑھے پانچ فٹ سے زیادہ نہیں ہے

○ اور ۴۲ کپڑے

یہ شبہ اس بات سے اور قوی ہو جاتا ہے کہ مسیحی راہب خانوں اور گرجا گھروں میں اور بیالیس ۴۲ کپڑے ہیں جن کے متعلق یہی دعویٰ کیا جاتا ہے۔

○ کپڑے کی پیمائش

یہ کپڑا جو TURIN کے گرجا گھر میں ہے ۱۷۱ - انچ لمبا اور ۴۳ - انچ چوڑا ہے۔ اس کپڑے پر سوائے اس کے کہ ایک انسان کی شبیہ کے نقوش ہیں کوئی ایسی تحریر نہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ "صاحب کفن" کون ہے۔ کیمرے نے جو کچھ دیکھا اور دکھایا اس سے تو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ یہ عکس کسی عیسائی کا ہے یا یہودی کا۔ اس لئے کہ دونوں کی تجہیز و تکفین کے طریقے ایک سے تھے۔

○ دوسرا اعتراض

اس کفن پر ایک اعتراض یہ بھی کیا گیا ہے کہ اگر "صاحب کفن" مسیح ہے تو کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی آرٹسٹ نے مسیح کی صورت بنائی ہو جس کے بعض اعضاء نظر آتے ہیں اور بعض امتدادِ زمانہ سے مٹ گئے ہیں

وہ لوگ جو اس کپڑے کو مسیح کا کفن نہیں مانتے ان کے نزدیک یہ اعتراضات بہت وزنی ہیں لیکن اگر ذرا سنجیدگی سے اس مسئلہ پر غور کیا جائے تو یہ سارے اعتراضات بالکل بے محل معلوم ہوتے ہیں۔

یہ بات معلوم کرنے کے لئے کہ یہ کفن مسیح کا ہے یا کسی اور کا، یہ دیکھنا چاہیئے کہ مسیح کو صلیب سے پہلے رومیوں اور یہودیوں کے ہاتھوں جو جو ایذائیں اٹھانی پڑیں ان ایذاؤں کے نشانات "صاحب کفن" کے جسم پر ہیں یا نہیں؟ اگر وہ نشانات ہیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عکس مسیح کا ہے اور اگر وہ نشانات نہیں تو پھر یقینی اور حتمی طور پر اس کو مسیح کا عکس نہیں کہا جاسکتا۔

ERNI ○ کے بارہ فوٹو

کمانڈر ERNI نے اس جامۂ مقدس کے جو بارہ فوٹو لئے ہیں وہ بمبئی کے رسالہ *Illustrated Weekly of India* مورخہ ۱۴ راپریل کی اشاعت میں شائع ہوگئے ہیں۔ یہ رسالہ اپنی ہمہ گیر نوعیت کے باعث جتنا مشہور و مقبول ہے وہ اخبار بین حضرات سے پوشیدہ نہیں۔ "گڈ فرائی ڈے" کے موقعہ پر اس رسالے نے اس مضمون کا انتخاب کر کے بڑی اخلاقی جرأت کا ثبوت دیا ہے۔

یہ اشاعت اس وقت میرے سامنے ہے اس میں وہ فوٹو بھی ہیں جو کمانڈر ERNI نے لئے ہیں۔

○ جلا ہوا حصہ

اس کپڑے کے وہ حصے جو آگ لگنے کے باعث داغدار ہو گئے ہیں ان پر پیوند لگا دئے گئے ہیں اور یہ صاف نظر آتا ہے کہ آگ کے اثر سے وہ حصہ بالکل محفوظ ہے جس پر یسوع مسیح کے نقوش ثبت ہیں۔

○ سائنس دانوں کی تشریحات

میں ذیل میں وہ تشریحات درج کرتا ہوں جو ہر فوٹو کے نیچے درج کی گئی ہیں۔ تا معلوم ہو کہ کفن کے تاروں میں کیا حقائق پوشیدہ تھے۔ جنہیں بیسویں صدی عیسوی میں بے جان کیمروں کی آنکھ نے دیکھا۔ اور ان انکشافات اور مسیح کی زندگی میں مطابقت پائی جاتی ہے یا نہیں۔

۱۔ پیشانی اور گدی

فوٹو کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب کفن کی پیشانی اور سر کے پچھلے حصہ یعنی گدی پر چھوٹے چھوٹے زخم ہیں۔ ان زخموں سے خون بہہ رہا ہے جو ابرو تک آگیا ہے۔

۲۔ رخسار

اس کے داہنے گال پر ایک چوٹ کا نشان ہے جو ناک تک پھیل گیا ہے

۳۔ کندھے

اس کے دونوں کندھوں پر خراش کے نشانات ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی لمبی سی وزنی چیز اپنے کندھوں پر لے کے چلا ہے۔

۴۔ ہاتھ

اس کے دونوں ہاتھوں پر ایسے نشان ہیں جیسے ان میں کیلیں ٹھونکی گئی ہوں

۵۔ بن ران

اس کے بائیں بن ران کے پاس ایک ایسے گہرے زخم کا نشان ہے جس سے خون اور پانی بہہ رہا ہے

۶۔ گھٹنے

اس کے گھٹنوں پر بھی زخم کے نشان ہیں جیسے وہ کوئی بوجھل چیز اٹھائے بار بار گھٹنوں کے بل زمین پر گرا ہو۔

۷۔ حنوط شدہ کپڑا

معائنہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ کپڑا جو کفن مسیح کہلاتا ہے "حنوط شدہ" کپڑا ہے یعنی اس پر دوائیں اور مصالحے لگا کر صاحب کفن کا جسم اس میں لپیٹا گیا ہے۔

یہ وہ تحقیقات ہیں جو ماہر فوٹو گرافروں اور سائنس دانوں نے اس جامۂ مقدس کے فوٹوؤں کا مطالعہ کر کے پیش کی ہیں۔

○ صاف نظر آنے والے اعضاء

عام لوگوں کو اس تصویر میں صاحب کفن کا چہرہ۔ سینہ۔ سینے پر بندھے ہوئے ہاتھ۔ اور پیر تو صاف نظر آتے ہیں۔ لیکن یہ دھبے اور نشانات کن امور کی غمازی کرتے ہیں۔ ان کی تشریح وہی کر سکتے ہیں جو فوٹو گرافی کے ترقی یافتہ سائنس سے اچھی طرح واقف ہیں کیمرے کی پلیٹ پر جو عکس نظر آتا ہے اس کی ماہیئت۔ نوعیت اور اصلیت معلوم کرنا ہر آدمی کا کام نہیں اس کے لئے بڑی مہارت اور تجربے کی ضرورت ہے۔

اس خلائی دور میں مصنوعی سیاروں کے ذریعہ دوسرے کروں کی جو تصاویر لی جاتی ہیں انہیں دیکھ کر دوسرے کروں کے طبیعی حالات کا علم حاصل کرنا انہی سائنس دانوں کا کام ہے جو اس فن میں کامل بصیرت و تجربہ رکھتے ہیں۔ دوسروں کو ان تصاویر میں لکیروں اور دھبوں کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا۔ یہی حال کفن مسیح کا ہے۔ اس کے نشانوں اور دھبوں کی وہی تشریح کر سکتے ہیں جو اس فن میں بصیرت، مہارت اور تجربہ رکھتے ہیں

لیکن اس کے باوجود یہ نکتہ ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ فنکار بھی فہم و ادراک میں غلطی کر سکتا ہے اس لئے ان کی تحقیقات و تحلیقات پر تنقید و تبصرہ کا ہمیں حق ہے چنانچہ آگے چل کر میں بھی ان سائنسدانوں کے بعض نتائج تحقیق پر تبصرہ کروں گا

○ واقعات ما قبل صلیب

اس رجنہ مختصر کے بعد اب ہم اناجیل اربعہ اور مکتوب اسکندریہ کی مدد سے ان واقعات کا مطالعہ کرتے ہیں جو سزائے موت کا فیصلہ سنانے کے بعد جناب مسیح کو پیش آئے۔

○ کانٹوں کا تاج

اس جگہ یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے کہ رومیوں اور یہودیوں کے نزدیک صلیبی موت نفرت و لعنت کی موت سمجھی جاتی تھی جس شخص کو اس قسم کی سزا سنائی جاتی۔ اسے صلیب سے پہلے شہر کے ایک حصے میں گشت کروایا جاتا۔ اور تماشائی استہزاء و تمسخر سے پیش آتے۔ کوئی گھونسے مُکّے مارتا۔ کوئی کوڑے لگاتا اور کوئی کیچڑ پھینکتا۔ چنانچہ جب پیلاطوس کی عدالت سے مسیح کے حق میں سزائے موت کا فیصلہ ہوا تو رومیوں یہودیوں اور تماشائیوں نے ان کے ساتھ یہی سلوک کیا۔ پہلے ان کو نہایت بیدردی کے ساتھ کوڑوں سے پیٹا گیا۔ پھر ان کو کانٹوں کا ایک تاج پہنایا گیا جس سے ان کی پیشانی اور گدی زخمی ہوگئی اور ان زخموں سے خون بہنے لگا۔

Illustrated Weekly of India میں اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ ان دنوں رومن سپاہی اپنے سر کے رومال پر دیسی ہی ڈوری باندھتے تھے جیسے آجکل عرب باندھتے ہیں۔ جناب مسیح کو جب کانٹوں کا تاج پہنایا گیا تو ایک سپاہی نے اپنے سر کی ڈوری اتار کر اس سے تاج کس کر باندھ دیا تا یہ تاج اپنی پوزیشن میں رہے اور وہ "یہودیوں کا بادشاہ" کہہ کر تمسخر کرتے رہیں۔

○ طمانچہ یا چھڑی کی مار

اس وقت ان تماشائیوں میں سردار کاہن کے ایک نوکر نے مسیح کے داہنے گال پر ایک زوردار طمانچہ مارا (یوحنا ۲۲/۱۸)

"اناجیل اربعہ" اور مکتوب اسکندریہ کی شہادتیں تو یہ ہیں کہ بہت سے لوگوں نے طمانچے مارے۔ وہ مباح الدم جو ہو گئے تھے۔ لیکن وہ نشان جو ان کے داہنے گال پر ہے ایک گہری چوٹ کا نشان ہے۔ یہ طمانچہ ایک ایسے شخص نے ان کے رخسار پر مارا جو پیچھے داہنی طرف کھڑا تھا۔ غالباً یہ بڑے کاہن کا نوکر تھا۔ رسالۂ مذکور کے مضمون نگار Leonard Cheshire کا خیال ہے کہ یہ چوٹ چھڑی کی مار کی ہے۔

○ پطرس کی شمشیر زنی

یوں تماشائیوں کا یہ گروہ مسیح کو دکھ اور ایذا پہنچانے میں ایک دوسرے سے بڑھ کر تھا۔ مگر میرا خیال ہے کہ "کاہن" کے نوکر مسیح پر زیادہ مشتعل ہوں گے کیونکہ جب کاہنوں کی جماعت اپنے کارندوں کے ساتھ مسیح کو گرفتار کرنے نکلی تھی اور ان پر ہاتھ ڈالنا چاہا تھا تو مقدس پطرس نے اپنی تلوار میان سے نکال کر ان میں سے ایک پر حملہ کر دیا تھا اور اس کا کان جڑ سے اڑا دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ کاہن کے سارے نوکر پطرس کی اس حرکت پر بہت برافروختہ ہوئے ہوں گے۔ اس لئے سردار کاہن کے نوکر نے پہلا طمانچہ یا چھڑی ایسی بھرپور ماری کہ اس کا نشان اس کے رخسار پر پڑ گیا

○ شانوں پر صلیب کی لکڑی

یوحنا اور مکتوب اسکندریہ کی شہادت یہ ہے کہ مسیح کو جب یروشلم کے قلعہ سے "کوہ کالوری" کی طرف لے چلے تو صلیب کی لمبی اور وزنی لکڑی ان کے دونوں کندھوں پر رکھ دی گئی جسے اٹھا کر چلنے میں وہ لڑکھڑا رہے تھے۔ اگرچہ مکتوب اسکندریہ میں صرف لڑکھڑانے کا ذکر ہے مگر یہ کوئی بعید بات نہیں کہ مسیح جو پیہم صدمات سے پہلے ہی کمزور ہو گئے تھے اس بوجھ کے باعث دو چار بار گھٹنوں کے بل گرے بھی ہوں۔ یہ قیاس اس وقت اور قرین صحت ہو جاتا ہے جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے مجرموں کے کندھوں پر صرف صلیب ہی نہیں رکھی جاتی تھی بلکہ اس کے دونوں ہاتھ بھی اس بیم سے باندھ دئے جاتے تھے اور سینے میں بھی ایک رسی باندھ دی جاتی تھی۔ تا اس کو جانوروں کی طرح کھینچ کر لے چلیں۔ ہاتھوں کے بندھ جانے سے جسم کا توازن یوں ہی برقرار نہیں رہتا لیکن جب اس کو جھٹکا دیا جائے تو اس کا منہ یا گھٹنے کے بل زمین پر گرنا کچھ بھی محل تعجب نہیں۔

واضح ہو کہ مسیح کے شانوں پر صلیب کی لکڑی رکھنے کی شہادت صرف انجیل یوحنا ۱۷/۱۹ اور مکتوب اسکندریہ میں پائی جاتی ہے۔ "متی" میں اس کا ذکر ہی نہیں۔ مرقس اور لوقا کی روایات اس سے مختلف ہیں۔ ان دونوں اناجیل میں ہے کہ مسیح کی صلیب اٹھانے کے لئے ایک راہگیر شمعون کو بیگار پکڑا گیا

ان دونوں روایات کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ پہلے یہ لکڑی مسیح کے کندھوں پر رکھی گئی لیکن جب دیکھا گیا کہ وہ ضعف و ناتوانی کے باعث اسے اٹھا کر چلنے سے معذور ہیں تو شمعون کو بیگار پکڑ کر اس سے یہ لکڑی اٹھوائی گئی۔

یہ تو ظاہر ہے کہ یوحنا اور مکتوب اسکندریہ کی عینی شہادتیں مرقس اور لوقا کی روایات سے زیادہ معتبر ہیں۔

○ تفصیل صلیب

مسیح کو صلیب پر کس طرح چڑھایا گیا۔ اس کی تفصیل اناجیل اربعہ سے زیادہ مکتوب اسکندریہ میں پائی جاتی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:۔

پہلے ان کو ایک تختے کے سہارے کھڑا کیا گیا۔ پھر دونوں ہاتھ صلیب کی مستطیل لکڑی کے ساتھ باندھ دئے گئے اور دونوں ٹانگیں بیچ سے دوہری کر کے صلیب کی عمودی لکڑی سے کس کر باندھ دی گئیں۔ بندھن اتنے سخت تھے کہ ان اعضاء کا دوران خون رک گیا۔ اس کے بعد ان کے دونوں ہاتھوں میں دو کیلیں ٹھونک دی گئیں

(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ بھدرواہ کے زیر اہتمام ڈوڈہ اور کشتواڑ

میں

کامیاب تبلیغی جلسے!

(بقیہ صفحہ اوّل)

ہوٹل ڈوڈہ میں عبدالرحمان صاحب فانی نے وفد کی چائے سے تواضع کی۔ اور بعد ازاں وفد بھدرواہ کے متعدد افراد کے ہمراہ کشتواڑ کے لئے روانہ ہوا۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ بھدرواہ کی جماعت کے کچھ احباب تو ڈوڈہ میں انتظام کرنے کے لئے پہلے بھجوائے گئے تھے جن کا ذکر اوپر آچکا ہے علاوہ ازیں ہمارے ہمراہ بھی متعدد احباب اپنے کام کو چھوڑ کر محض تبلیغ کی خاطر روانہ ہو پڑے۔ ان جملہ احباب کے نام دعا کی غرض سے تحریر کرتا ہوں۔ ان احباب میں وہ احباب بھی شامل ہیں جنہیں جماعت نے بسلسلہ انتظام بھجوایا تھا۔ محمد شریف صاحب سیکرٹری تبلیغ۔ میر عبدالغنی صاحب۔ عبدالمنان خان صاحب۔ حیدر خان صاحب۔ میر عبدالقیوم صاحب۔ عبدالقدیر صاحب ٹیلر ماسٹر۔ عبدالرشید صاحب ٹیلر ماسٹر۔ ماسٹر رحمت اللہ صاحب۔ عزیز رحمت اللہ صاحب۔

مذکورہ احباب (ما سوائے حیدر خان صاحب کے) ہمارے ساتھ کشتواڑ میں ہم سفر رہے۔ اور کشتواڑ کے جلسہ میں بھی ان احباب نے کافی کام کیا۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ

وفد قریباً ۱۲ بجے کشتواڑ پہنچا۔ کشتواڑ کی جامع مسجد کو دیکھنے کے بعد مکرم محمد یاسین صاحب رینجر کے مکان پر قیام پذیر ہوا۔ اگرچہ خود رینجر صاحب اپنی بعض مجبوریوں کی وجہ سے موجود نہ تھے تاہم انہوں نے اپنا مکان نہایت ہی محبت اور اخلاص سے وفد کے لئے پیش کر دیا ہوا تھا۔ جس سے وفد کو قیام کے سلسلہ میں بہت آرام پہنچا۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ رینجر صاحب ان دنوں کچھ مشکلات میں بھی ہیں ان کے ازالہ کے لئے قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے۔

دوپہر کا کھانا وفد اور دیگر احباب نے ایک ہوٹل میں کھایا۔ اس موقع پر جامع مسجد کے امام صاحب بھی وہاں تشریف لے آئے اور انہوں نے ہمارے کشتواڑ پہنچنے کی غرض وغایت دریافت کی۔ انہیں تفصیلی طور پر جماعت احمدیہ سے متعارف کرایا گیا۔ اور جماعت کی تبلیغی و اسلامی سرگرمیوں سے آگاہ کیا گیا جس پر وہ مطمئن ہو گئے۔ اور تھوڑی دیر بعد اجازت لے کر تشریف لے گئے۔

یہاں پر بھی منتظمین جلسہ نے بازار میں جلسہ کی منادی کر دی اور پولیس کو بھی جلسے کی اطلاع کر دی گئی۔ ٹھیک پانچ بجے صدر بازار کشتواڑ میں جلسہ شروع ہوا۔ جلسہ کی کارروائی مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ بنگلور نائب امیر وفد کی صدارت میں شروع ہوئی۔

مکرم مولوی مبشر احمد صاحب خادم نے قرآن مجید کی خوش الحانی سے تلاوت کی۔ اور میر عبدالغنی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی میں سنایا۔ آپ جب حضور کا کلام سنا رہے تھے تو حاضرین پر وجد کی کیفیت طاری تھی

اس کے بعد خاکسار کی تقریر شروع ہوئی۔ ابتداء میں خاکسار نے جماعت کا تعارف کرایا اور غلط فہمیوں کا ازالہ کرتے ہوئے جو عام طور پر علمائے کرام کی طرف سے ہمارے بارہ میں پھیلائی گئی ہیں۔ بتایا کہ انبیاء و ماموریں کی آمد پر اس قسم کی غلط فہمیاں پھیلائی جاتی ہیں۔ اس سلسلہ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو پیش کرتے ہوئے بعض واقعات بیان کئے۔ ازاں بعد اس زمانہ کی خرابی کے متعلق حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو باوضاحت بیان کیا اور بتایا کہ ان پیشگوئیوں کے مطابق آج وہ ظلمت سے بھرپور زمانہ ہمارے سامنے آگیا ہے۔ اس ظلمت اور تاریکی کو دور کرنے کا جو علاج سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر روحانی مصلحوں نے بتایا ہے اس کو پیش کیا اور بتایا کہ تاریکی کو دور کرنے کے لئے ہمیشہ ہی اللہ تعالیٰ کے مامور آیا کرتے ہیں۔ اس کی سنت اللہ کے مطابق اس زمانہ میں بھی خدا کا ایک مامور آیا ہے جس نے یہ آواز بلند کی ہے ؎

پس وہ پانی ہوں جو آیا آسماں سے وقت پر
میں ہوں وہ نور خدا جس سے دن ہوا آشکار

اس کے بعد حضور کی تعلیم کو پیش کیا اور بتایا کہ حضور نے آکر کیا کام سرانجام دیئے ہیں۔ حضور کے جو کارنامے میں نے پیش کئے وہ مختصراً درج ذیل ہیں۔

۱۔ زندہ خدا پر ایمان پیدا کیا اور بتایا کہ خدا اب بھی کلام کرتا ہے اور حضور نے اس بارہ میں اپنی ذات کو بطور نمونہ پیش کیا۔

۲۔ حضور نے بتایا کہ قرآن مجید کی قوت قدسیہ غیر معمولی ہے۔ اور اس ضمن میں قرآن مجید کی بعض پیشگوئیاں جو اس زمانہ سے متعلق رکھتی ہیں۔ بیان کیا اور بتایا کہ آئندہ کے لئے بھی پیشگوئیاں قرآن مجید میں موجود ہیں۔ اسرائیل اور عرب کی جنگ کے سلسلہ میں پیدا شدہ حالات بھی قرآن مجید سے بیان کئے۔

۳۔ بنی نوع انسان کے درمیان مذہبی لحاظ سے اخوت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اس سلسلہ میں حضور کی پیغام صلح کی تقریر کی روشنی میں ہندو مسلم اتحاد اور قومی یکجہتی کے گر بیان کئے۔

۴۔ مایوس مسلمانوں کو بتایا کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ تو یقینی ہے لیکن اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو طریق بتایا ہے اس پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ وہ یہ کہ مسلمان فروعی اختلافات کو چھوڑ کر تبلیغ کی طرف توجہ دیں اور اپنی عملی حالت کو سدھار کریں۔

خاکسار کی تقریر پونے دو گھنٹہ تک جاری رہی۔ چونکہ وقت کم تھا اس لئے دوسری کوئی تقریر نہ ہو سکی صاحب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں اس طرف توجہ دلائی کہ فی زمانہ لوگوں کا ایمان کمزور ہو گیا ہے خدا تعالیٰ پر یقین نہیں ہے اور جب تک یہ یقین پیدا نہ ہو تب تک روحانی لحاظ سے انسان کی بقا نہیں ہو سکتا۔ اس محکم یقین اور روحانیت کے حصول کے لئے مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی طرف احباب توجہ دیں۔

بعدہٗ آپ نے باواز بلند دعا کرائی اور دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

کشتواڑ میں حاضری ڈوڈہ سے بھی زیادہ تھی اور جلسہ کے آخر تک احباب جن میں ہندو و مسلمان شامل تھے۔ نہایت ہی دلچسپی کے ساتھ جملہ کارروائی کو سنتے رہے۔

ڈوڈہ اور کشتواڑ ہر دو جگہ پولیس کا بھی معقول انتظام تھا۔ میں جماعت احمدیہ بھدرواہ کی طرف سے حکام ڈوڈہ و کشتواڑ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس قسم کے مذہبی جلسے کرانے میں تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا بہتر جزا عطا فرمائے۔ آمین۔

کشتواڑ کے جلسہ کے ختم ہونے پر ہم ولی اللہ اسرار شریف کے مزار پر فاتحہ پڑھنے کے لئے گئے۔ [illegible] میں بھی پادری کی طرف سے اعلان کرا دیا گیا تھا کہ جلسہ ختم ہونے پر ہم تشریف لے جائیں گے۔ [illegible] احمدیت کے بارہ میں بھی غلط فہمی [illegible] احمدی احباب اولیائے کرام کو نہیں مانتے۔ [illegible] اولیائے کرام کی عزت کرتے ہیں۔ [illegible] ایسی جگہ جانے کا موقع ملتا ہے۔ جہاں کسی بزرگ ولی اللہ کا مزار ہوتا ہے تو ہم وہاں جاتے ہیں اور فاتحہ پڑھتے ہیں۔ البتہ کسی قبر پر سجدہ کرنا ناجائز ہے۔ اس لئے ہم کسی مزار پر جا کر سجدہ نہیں کرتے ہیں۔ فاتحہ کے سلسلہ میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار شریف کا واقعہ پیش کر کے بتایا کہ حضور کے مزار پر یہ انتظام ہے کہ کوئی شخص وہاں سجدہ نہ کرنے پائے اور سجدہ تو دور کی بات ہے کسی کو چھونے کا بھی موقع نہیں دیا جاتا۔

اسرار شریف صاحب کے بارہ میں علم ہوا کہ آپ نے اس علاقہ میں اسلام کی تبلیغ کی اور غیر مسلموں کے ساتھ ان کے روحانی معرکے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیابی عطا فرمائی اور بالآخر انہوں نے اس علاقہ میں اسلام کو پھیلایا۔

اسرار شریف کے مزار پر [illegible]

جائے قیام پر پہنچے۔ بعض احباب ملاقات کی غرض سے تشریف لاتے۔ ان میں شانتی سروپ صاحب ایک غیر مسلم قابل ذکر ہیں جو دہریہ خیالات رکھتے تھے اور خدا تعالیٰ کے وجود کے منکر تھے۔ ان کے ساتھ تعلق باللہ کے لحاظ سے بات چیت ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سچ فرمایا ہے

سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے
ہر طرف میں نے دیکھا بستاں ہرا یہی ہے

چونکہ مذاہب کے ماننے والوں کو خود خدا پر یقین نہیں رہا اس لئے پڑھے لکھے لوگ مذہب کو ایک ڈھکوسلہ سمجھ کر بالآخر مذہب اور خدا سے منکر ہو رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اس زندہ خدا نے اس زمانہ میں پھر کلام کیا اور حضور نے دنیا کو بتایا کہ خدا کا انکار کرنے والے میرے پاس آئیں میں انہیں زندہ خدا کی زندہ تجلیات بتاؤں گا۔

وفد کا قیام رات کشتواڑ میں رہا۔ محترم عبد المجید صاحب جو ایک غیر احمدی دوست ہیں انہوں نے سارے قافلے کے لئے کھانا تیار کرانے میں کافی مدد دی۔ جس وجہ سے کافی سہولت ہوئی۔ میں اُن کا بھی خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرماوے۔ آمین۔

اگلے دن صبح وفد سرینگر کے لئے روانہ ہوا۔ پل ڈوڈہ میں بھدرواہ سے مکرم مولوی عبد الحق صاحب اور مکرم مولوی محی الدین ڈار صاحب بھی ہمارے ساتھ شامل ہو گئے۔ اور بھدرواہ کے احباب یہاں سے واپس بھدرواہ روانہ ہو گئے۔

قارئین کرام دعا فرمائیں کہ ان جلسوں کے اچھے نتائج برآمد ہوں اور بھدرواہ کی جماعت کو اللہ تعالیٰ بیش از بیش خدمت دین کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین یا رب العالمین۔

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عزیزہ شمیم النساء بیگم دختر ... زوجہ ... سلمہا اللہ تعالیٰ کو مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۶۸ء کو بچی عطا فرمائی ہے۔ اسی طرح مورخہ ۷ اگست ۱۹۶۸ء کو عزیزم صدیق احمد صاحب امینی و نسیمہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ کو بچی عطا فرمائی ہے۔ اول الذکر خاکسار کی نواسی اور آخر الذکر خاکسار کی پوتی ہے۔ احباب کرام ان دونوں بچیوں کے لئے دعا فرمائیں کہ وہ نیک صالحہ اور خادمہ دین ہوں اللہ تعالیٰ اُن کو لمبی عمر عطا فرمائے اور اپنے والدین کیلئے قرۃ العین ہوں۔ آمین۔

خاکسار شریف احمد امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ

جنرل سیکرٹری غیر مبائعین بھدرواہ کی غیر اسلامی حرکات کے عبرتناک نتائج

بھدرواہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک مخلص مضبوط اور فعال جماعت موجود ہے۔ البتہ چند بے اثر غیر مبائعین بھی وہاں پائے جاتے ہیں۔ جناب ماسٹر عبد الکریم صاحب اور ان کا بیٹا مکرم عبد الحفیظ صاحب غیر مبائعین کے پراونشل سیکرٹری اور جنرل سیکرٹری کہلاتے ہیں۔ حالیہ دورہ میں تبلیغی و تربیتی وفد جب بھدرواہ پہنچا تو ان لوگوں نے وفد کو الجھانے کے لئے کافی ہاتھ پاؤں مارے۔ بالآخر نہ صرف یہ کہ ان لوگوں کو اپنے مقصد میں ناکامی ہوئی بلکہ عبرتناک نتائج کا سامنا کرنا پڑا۔ موصوف نے مناظرہ کا چیلنج محترم امیر وفد کے نام بھیجا اور بالآخر شرائط مناظرہ ضبط تحریر میں آئیں جس میں انہیں عبرتناک ناکامی کا سامنا کرنا پڑا اور رسوائی یہاں تک ہوئی کہ شرائط مناظرہ کا کاغذ ہی چبا گئے۔ اس کی تفصیل قارئین کرام مندرجہ ذیل دو چٹھیوں میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

خاکسار عبد الحق فضل رکن تبلیغی و تربیتی وفد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

جناب عبد الحفیظ صاحب جنرل سیکرٹری غیر مبائعین
بھدرواہ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے چیلنج مناظرہ ملنے پر لکھا گیا تھا کہ مقامی جماعت کے پریذیڈنٹ صاحب سے مل کر شرائط طے کریں۔ مگر آپ نے کل بعد نماز مغرب جو جلسہ اپنی مسجد میں منعقد کیا اس میں یہ بیان کیا کہ مبلغین نے فرار اختیار کیا اور یہ کہا کہ مقامی جماعت سے مناظرہ کریں۔ یہ آپ کی صریح کذب بیانی ہے۔ اگر ہم نے کہیں ایسا لکھا ہے تو آپ کو چاہیئے کہ اس تحریر کو شائع کریں۔ ہم تو مناظرہ کے لئے کل رک گئے تھے۔ شرائط بہرحال مقامی جماعت ہی مقامی حالات کے تحت طے کر سکتی ہے۔ پھر مقامی جماعت احمدیہ کے ساتھ شرائط طے کرنے کے سلسلہ میں جو حرکات آپ سے سرزد ہوئیں اس کی رپورٹ مکرم عبد الرزاق صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نے تحریری طور پر ہمیں دی ہے جس کی ایک نقل منسلک ہوا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ طے شدہ شرائط کا کاغذ ہی چھین کر چبا گئے۔ یہ ساری کارروائی جو ہم لوگوں کی آمد پر آپ اور آپ کے والد محترم کی جانب سے معرض وجود میں آئی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ لوگوں کی غرض تحقیق حق نہیں ہے بلکہ محض فتنہ و فساد برپا کر کے مہمانوں کی پگڑی اچھالنا ہے۔ جس سے آپ نہ صرف بری طرح ناکام رہے ہیں بلکہ انجام کار آپ کو کاغذ چبانے پڑے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

آپ نوجوان ہیں اگر آپ اپنے مذہب کے نام پر کذب بیانی اور غیر اسلامی حرکات سے باز آجائیں تو کسی کا نقصان نہیں بلکہ آپ کو ہی ہوگا ؎

مجھے پر ہرگز نہیں ہے کسی سے
یہ دنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں

عبد الحق فضل رکن تبلیغی و تربیتی وفد برائے مولانا بشیر احمد صاحب فاضل امیر وفد
۱۵-۷-۱۹۶۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نقل چٹھی پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ بھدرواہ

مکرم مولانا بشیر احمد صاحب امیر تبلیغی و تربیتی وفد جموں بھدرواہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

انجمن اشاعت اسلام بھدرواہ کی جانب سے چیلنج مناظرہ موصول ہوا تھا اس کے سلسلہ میں آپ کی طرف سے مجھے یہ ہدایت ہوئی تھی کہ میں شرائط مناظرہ طے کروں۔ چنانچہ اس اطلاع کے ملنے پر انجمن اشاعت اسلام کے کچھ لوگ مسجد احمدیہ میں آئے تھے خاکسار اور مکرم منشی محمد عبد اللہ صاحب شرائط طے کرنے کے لئے ان کے پاس پہنچے۔ گفتگو شروع ہوئی۔ اور یہ طے پایا کہ دونوں فریق ان اختلافی عقائد کو ضبط تحریر میں لائیں جن پر مناظرہ کرنا مقصود ہے۔ چنانچہ پہلے نبوت کے اختلاف کا تذکرہ ہوا۔ اور اسے ضبط تحریر میں لایا گیا۔ اس کے بعد وفات مسیح کا مسئلہ پیش ہوا جس پر غیر مبائعین نے یہ لکھ دیا کہ حضرت مسیح کی ولادت بلا باپ ہوئی تھی اور ہم قرآن مجید اور حدیث سے اس کو ثابت کریں گے۔ اس کے بعد ماسٹر عبد الکریم صاحب مسجد میں پہنچ گئے۔ انہوں نے جب شرائط مناظرہ دیکھیں تو بہت سیخ پا ہوئے۔ اور کہا کہ میں خود چار بجے آکر شرائط مناظرہ طے کروں گا۔

خاکسار نے غیر مبائعین کے جنرل سیکرٹری صاحب سے کہا کہ چیلنج آپ کی طرف سے ہے۔ اس لئے آپ لکھ دیں کہ شرائط مناظرہ چار بجے طے ہوں گی۔ اس اثناء میں ماسٹر عبد الکریم صاحب باہر چلے گئے۔ اور عبد الحمید صاحب غیر مبائع کو بھی باہر بلا لیا۔ واپسی پر مکرم عبد الحمید صاحب نے کہا کہ ہم لوگ شرائط ابھی طے کریں گے لیکن شرائط نئے سرے سے لکھی جائیں گی۔ جب دوبارہ شرائط طے ہونے لگیں تو نبوت کا مسئلہ حسب سابق لکھا گیا۔ البتہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کی ولادت بغیر باپ تسلیم کر لی۔ ...... ہم کہا کہ اب صرف مسئلہ نبوت پر ہی مناظرہ ہوگا۔ کیونکہ ولادت مسیح کے مسئلہ پر فریقین متفق ہو گئے ہیں۔ چنانچہ شرائط مناظرہ کی فریقین کے دستخطوں سے ایک کاپی تیار کی گئی۔ پھر کاپی کی ایک نقل مطابق اصل تیار کر کے اپنے دستخط کے ساتھ غیر مبائعین کے جنرل سیکرٹری کو دی گئی۔ انہوں نے دوسری کاپی کا بھی مطالبہ کیا یہ کہہ کر کہ دیکھیں نقل مطابق اصل ہے یا نہیں۔ جب مکرم محمد عبد اللہ صاحب اصل کاپی پڑھنے لگے تو اس کو کہا کہ آپ ... لیں یا ایک دو سطریں پڑھنے پائے تھے کہ جنرل سیکرٹری صاحب مذکور نے جھپٹا مار کر وہ اصل کاپی مکرم محمد عبد اللہ صاحب سے چھین کر فوراً منہ میں ڈال کر چبا لی اور باہر بھاگ گئے۔ وہ چبا ہی رہے تھے کہ ان کے خالو مکرم چوہدری غلام رسول صاحب باہر سے مسجد میں داخل ہوئے اور انہوں نے کاغذ چباتے ہوئے دروازے کے باہر دیکھ کر کہا کہ یہ کاغذ کیوں چبا رہے ہو۔ وہ کچھ نہ بول سکے پھر اندر آکر چوہدری صاحب

موصوف نے ہم سے رسالہ دریافت کیا۔ تب ہم نے سب واقعہ موصوف کو بتایا ہم نے ان کے ساتھ چوہدری عبدالحمید صاحب اور عبدالغنی صاحب جو کہ شرائط طے کرنے میں شامل تھے سے کہا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں کہ چیلنج بھی کرتے ہیں اور شرائط طے کرنے کے بعد آپ کے جنرل سیکرٹری صاحب مصدقہ کاغذ ہی کھا گئے ہیں اس پر ان دونوں نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے نہیں کیا بلکہ جنرل سیکرٹری نے کیا ہے۔ لہذا معاملہ ختم ہو گیا۔

اصل حقیقت یہ تھی کہ اسی کاغذ کی پشت پر پہلی شرائط جو طے ہو کر مصدقہ ہو چکی تھیں ان میں انہوں نے لکھا تھا کہ ہم حضرت عیسٰے علیہ السلام کو بلا باپ از روئے قرآن اور حدیث مانتے ہیں۔ اور اس کو ثابت کریں گے۔ لیکن ماسٹر عبدالکریم صاحب کے اشارے پر اب دوسری مرتبہ جو شرائط ہوئیں اس میں لکھا کہ ہم حضرت عیسٰے علیہ السلام کو بلا باپ نہیں مانتے۔ یہ تضاد بیانی جو چند منٹوں میں ان سے سرزد ہوئی اس امر کی غمازی کرتی تھی کہ یہ ان کی بدترین شکست ہے۔ لہذا انہوں نے یہ شرمناک طریق اختیار کیا کہ کاغذ کو ہی چھین کر چبا گئے۔

(دستخط) عبدالرزاق پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ۲۴ ۷ / ۶۸

رپورٹ

کارگزاری مجلس خدام الاحمدیہ شورت بابت ماہ وفا ۱۳۴۷ ہش

حسب سابق گذشتہ ماہ میں بھی مجلس خدام الاحمدیہ شورت نے تربیتی و تبلیغی جد و جہد میں بفضلہ تعالیٰ نمایاں حصہ لیا اور اسی طرح اپنے دوسرے مسائل کے ذریعہ دوسروں کیلئے عمدہ نمونہ قائم کیا۔ افادۂ احباب کیلئے گذشتہ کارگزاری کی مختصر رپورٹ ذیل میں درج کی جاتی ہے

وقار عمل۔ عرصہ زیر رپورٹ میں ۲۱ر وفا (جولائی) کا دن وقار عمل کیلئے مقرر کیا گیا تھا چنانچہ حسب پروگرام تمام خدام صبح ۷ بجے مسجد احمدیہ شورت میں جمع ہو گئے۔ ٹھیک آٹھ بجے مسجد کے صحن میں وقار عمل شروع ہوا جو بفضلہ تعالیٰ گیارہ بجے تک جاری رہا اور اس طرح تمام خدام نے متواتر تین گھنٹے صرف کر کے تمام کام مکمل کر لیا۔ الحمد للہ۔

تقسیم لٹریچر۔ وقار عمل کے معاً بعد مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ شورت نے خدام کو اطلاع دی کہ آج کولگام میں جماعت اسلامی کی طرف سے ایک جلسہ ہونے والا ہے خدام کو چاہیئے کہ وہ اس جلسے میں شریک ہوں اور اس اجتماع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تقسیم لٹریچر کا پروگرام بنائیں۔ صدر صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں خدام کا ایک گروپ منتخب کیا گیا۔ جسے لٹریچر دیکر کولگام بھجوایا گیا۔ یہ خدام دوران جلسہ نہایت اطمینان کے ساتھ کارروائی سنتے رہے۔ جونہی جلسہ ختم ہوا یہ نوجوان گیٹ پر کھڑے ہو گئے اور اس طرح ہر گذرنے والے کو نہایت احترام کے ساتھ جماعتی لٹریچر پیش کرتے رہے جس کا لوگوں پر نہایت عمدہ اثر ہوا۔

ماہانہ اجلاس۔ اسی روز یعنی ۲۱ر وفا (جولائی) کی شام کو بعد نماز مغرب مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر انتظام مکرم محمد عبداللہ صاحب قائد مجلس کی صدارت میں ماہانہ تربیتی و تبلیغی اجلاس منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم غلام محی الدین صاحب ڈار نے "پیدائش انسانی کی غرض" کے موضوع پر کی۔ آپ نے دوران تقریر میں خدام کو ایفائے عہد کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی۔ از اں بعد خاکسار نے "جماعتی تربیت اور اس کے اصول" کے زیر عنوان تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ قرآن کریم پر غور کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ پر دو اہم ذمہ داریاں عائد فرمائی ہیں۔ جن میں سے ایک تبلیغ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے تو دوسری تربیت سے۔ اس تمہید کے بعد خاکسار نے تربیت سے متعلق ضروری امور پر روشنی ڈالی۔ اور خدام کو ان کی اہمیت سے آگاہ کیا۔ آخر میں مکرم صدر صاحب موصوف نے "مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض" کے زیر عنوان تقریر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت المصلح الموعود رض کے پر زور ارشادات کی روشنی میں تربیت و اصلاح۔ اطاعت، تنظیم اور خلافت سلسلہ سے دائمی وابستگی وغیرہ امور کو واضح کیا دعا کے ساتھ ہمارا یہ ماہانہ اجلاس خیر و خوبی سے ختم ہوا۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں شرف قبولیت سے نوازے جو اس کی نظر میں محبوب ہیں۔ آمین۔

خاکسار عبدالرشید ضیاء متعلم جامعہ احمدیہ قادیان (حال شورت)

پروگرام دورہ مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیر فاضل انسپکٹر بیت المال

جماعتہائے احمدیہ صوبہ کشمیر از مورخہ ۱۹ ۸/۶۸ (۴۷) تا ۱۵ ۹/۶۸ (۴۷)

مندرجہ ذیل جماعتہائے احمدیہ کشمیر کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیر فاضل انسپکٹر بیت المال مورخہ ۱۹ ۸/۶۸ (۴۷) تا ۱۵ ۹/۶۸ (۴۷) دورہ کر رہے ہیں جس میں وہ حسابات کی پڑتال۔ وصولی چندہ جات کے علاوہ آئندہ سال ۱۳۴۹-۵۰ ہش یعنی ۷۰-۱۹۶۹ء کے بجٹ کی تشخیص کا کام سرانجام دیں گے۔ جملہ صدر صاحبان و سیکرٹریان مال اور دیگر عہدیداران و احباب جماعت سے امید ہے کہ وہ انسپکٹر صاحب موصوف سے کما حقہٗ تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	نام جماعت احمدیہ	رسیدگی	قیام	روانگی	کیفیت
۱	سرینگر	۱۹-۸-۶۸	۳	۲۳/۸/۶۸	
۲	شورت	۲۳/۸/۶۸	۱	۲۴/۸/۶۸	
۳	کنی پورہ	۲۴/۸/۶۸	۲	۲۶/۸/۶۸	
۴	اوگام	۲۶/۸/۶۸	½	۲۷/۸/۶۸	
۵	یاڑی پورہ	۲۷/۸/۶۸	۲	۲۹/۸/۶۸	
۶	چک ایمرچھ	۲۹/۸/۶۸	۱	۳۰/۸/۶۸	
۷	ماندوجن	۳۰/۸/۶۸	۱	۱/۸/۶۸	
۸	رشی نگر	۳۱/۸/۶۸	۲	۲/۸/۶۸	
۹	آسنور	۲/۹/۶۸	۲	۴/۹/[illegible]	
۱۰	شوپیان مانلو / رومن ناسن	۴/۹/۶۸	۲	۶/۹/۶۸	
۱۱	پچھ دہٹر	۶/۹/۶۸	۱	۷/۹/۶۸	برائے اننت ناگ
۱۲	سندر بارڑی	۷/۹/۶۸	۱	۸/۹/۶۸	
۱۳	ہاری پاری گام	۸/۹/۶۸	۱	۹/۹/۶۸	برائے اننت ناگ
۱۴	سری نگر	۹/۹/۶۸	½	۱۰/۹/۶۸	
۱۵	بانڈی پورہ	۱۰/۹/۶۸	۲	۱۲/۹/۶۸	
۱۶	سرینگر	۱۲/۹/۶۸	۲	۱۴/۹/۶۸	
۱۷	جموں	۱۴-۹-۶۸	۱	۱۵/۹/۶۸	
۱۸	قادیان	۱۵-۸-۶۸	—	—	

ضرورت محرر

دفتر ہذا کو ایک میٹرک پاس محرر کی ضرورت ہے جو اردو انگریزی بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہو۔ خواہشمند احمدی نوجوان جو انجمن تحریک جدید قادیان کی ملازمت میں آنا چاہتے ہوں وہ اپنی درخواستیں مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کی سفارش کے ساتھ ۳۱/۸/۱۹۶۸ء (۳۱ر ظہور ۱۳۴۷ ہش) تک مع نقل سرٹیفکیٹ دفتر وکیل المال تحریک جدید انجمن احمدیہ قادیان میں بھجوا دیں۔ تقرریہ کے بعد سروس کمیشن کا امتحان پاس کرنے تک مبلغ ۷۵/- روپے تنخواہ ملے گی۔ چھ ماہ کے اندر سروس کمیشن کا امتحان پاس کرنا ہوگا۔ امتحان میں کامیابی کے بعد ۲۲۰-۶-۱۶۰-۵-۱۳۰-۴-۹۰ کے گریڈ میں ۹۰/- روپیہ تنخواہ ہوگی۔ اس کے علاوہ قادیان میں رہائش کی سہولت الگ ہوگی۔ لہذا خواہشمند احباب اپنی درخواستیں مندرجہ ذیل کوائف کے ساتھ جلد بھجوا دیں۔

۱۔ نام مع ولدیت و سکونت و مکمل پتہ
۲۔ پیدائشی احمدی ہے یا خود بیعت کی ہے۔ خود بیعت کی صورت میں کب بیعت کیا ہے
۳۔ عمر کیا ہے اور صحت کیسی ہے۔ ۴۔ نام جماعت جس کے ساتھ درخواست دہندہ کا تعلق ہے۔ ۵۔ نقل سرٹیفکیٹ مصدقہ۔
۶۔ والدین یا سرپرست کی تحریری اجازت اور مقامی امیر صاحب کی تصدیق۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ

(خیر سب کی سب قرآن کریم میں ہے)
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

تمام احمدی افراد کو قرآن کریم ناظرہ اور پھر اس کا ترجمہ سکھانے کا انتظام کیا جائے۔
(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

جملہ جماعتہائے احمدیہ تعلیم القرآن کلاس جاری کریں۔

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۲/۶۹ کے خطبہ میں فرمایا تھا کہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے دنیوی اور روحانی ترقیات حاصل کی تھیں تو اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے قرآن کریم کو عظمت دی تھی اور پھر فرمایا کہ:

"ہر احمدی قرآن کریم سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔"

چنانچہ نظارت ہذا کی طرف سے وقتاً فوقتاً جماعتوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی جاتی رہی ہے کہ وہ قرآن کریم جیسی نعمت عظمیٰ سے فائدہ اٹھائیں اور اس پاک کلام کے پڑھنے اور پڑھانے کی طرف خاص توجہ دیں اور قرآن کریم کی کلاسوں کا اجراء ہر جماعت میں کریں۔ جماعت نے توجہ کی اور فائدہ بھی اٹھایا۔ چنانچہ حال ہی میں جماعت احمدیہ کیرنگ اور کوڈالی نے تعلیم القرآن کلاسوں کا اجراء کیا اور بفضلہ تعالیٰ کامیاب رہیں اور جب رپورٹ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت بابرکت میں پہنچی تو سیدنا حضرت اقدس نے بعد ملاحظہ "الحمد للہ" اور "جزاکم اللہ" تحریر فرمایا۔

نیز اسی رپورٹ پر مکرم محترم ناظر صاحب خدمت درویشان نے نظارت ہذا کو بدیں الفاظ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دوسری جماعتوں کو بھی ایسی دینی کلاسیں ہر سال جاری کرنے کی توفیق بخشے آپ انہیں مناسب رنگ میں تحریک فرماتے رہیں"

الغرض سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور محترم ناظر صاحب خدمت درویشان کے ارشادات کی تعمیل میں جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کو تحریک کی جاتی ہے کہ وہ اپنی جماعتوں میں تعلیم القرآن کلاسیں جاری کرکے قرآن کریم پڑھنے پڑھانے، سیکھنے سکھانے کا کام رواج جاری کریں۔ جہاں جہاں جماعتیں اس قسم کی کلاسیں جاری کریں مبلغین کو چاہیئے کہ ان سے پورا پورا تعاون کریں اور تعلیم القرآن کلاس کی کارگذاری کی مکمل رپورٹ سے نظارت ہذا کو مطلع کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور اپنے بے شمار فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین
(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

بقایا دار افراد اور جماعتیں فوری توجہ کریں!

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا اہم ارشاد

جملہ جماعتہائے احمدیہ کو بجٹ لازمی چندہ جات ۶۹-۱۹۶۸ء کی اطلاعات بھجواتے ہوئے گذشتہ مالی سال کی وصولی اور بقایا کی پوزیشن سے مطلع کیا جا چکا ہے۔ جماعتی ترقی کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ بقایا دار احباب کو ہر ممکن طریق سے سمجھا کر وصولی کرکے بقایا جات کو صاف کیا جائے اور جو افراد باوجود سمجھانے کے اور تحریک و تحریص کے اپنی حالت پر مصر ہوں ان کی اصلاح کا معاملہ مقامی مجلس عاملہ میں پیش کیا جائے۔

گذشتہ مالی سال میں منظور بجٹ حصہ آمد کے مقابل پر وصولی حصہ آمد میں کمی کا معاملہ جب سالانہ بجٹ کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے سامنے پیش ہوا تو حضور نے فرمایا کہ:-

"یہ قابل افسوس ہے کہ حصہ آمد کی آمد کم ہوئی ہے اگر موصی صاحبان نے پوری طرح ادائیگی نہیں کی اور اسی وجہ سے کمی آئی ہے تو نادہند موصیوں کی وصیتیں منسوخ ...... ہونی چاہئیں۔"

حضور اقدس کا یہ ارشاد ایسے بقایاداروں کے لئے ایک تازیانہ کی حیثیت رکھتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے وصیت کے بابرکت نظام میں شامل ہونے کی توفیق بخشی مگر اپنی سستی اور عملی غفلت کی وجہ سے وہ اس قابل سمجھے گئے ہیں کہ نظام وصیت سے فارغ کر دیئے جائیں لہٰذا ایسے جملہ احباب جماعت اور ایسی جماعتوں کے عہدیداران مال سے گذارش ہے کہ وہ اپنی مالی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے سابقہ غفلت کو چھوڑ کر ہوشیار ہو جائیں۔ اور وقت کی آواز کو پہچان کر اپنے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے وعدہ بیعت کو پورا کر کے سابقہ کوتاہی کا ازالہ فرمائیں۔

مبلغین صاحبان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں احباب جماعت کو مالی قربانی کی ضرورت اور اہمیت سے پوری طرح آگاہ کر کے قربانی کے اعلیٰ معیار کو پیدا کرنے کی کوشش فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو فرض شناسی کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

چندہ اخبار ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ ماہ ستمبر ۱۹۶۹ء میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں ایک سال کا چندہ مبلغ آٹھ روپے بھجوا کر ممنون فرماویں تا کہ ان کے نام اخبار جاری رہ سکے اگر ان کی طرف سے چندہ موصول نہ ہوا تو چندہ ختم ہونے کی تاریخ کے بعد ان کے نام اخبار بدر کی ترسیل بند کر دی جائیگی۔ امید ہے کہ اخبار کی افادیت کے پیش نظر تمام احباب جلد رقم ارسال کر کے ممنون فرمائیں گے۔ ان احباب کو بذریعہ خطوط بھی اطلاع دی جا رہی ہے۔ (مینیجر اخبار بدر قادیان)

۱۰۳۳ - ایس جی ابراہیم صاحب فارمیسٹ
۱۰۳۹ - ارمان علی صاحب
۱۰۴۲ - سید مدار صاحب
۱۰۵۱ - دلدار علی صاحب
۱۰۶۰ - محمد صاحبزاد خان صاحب
۱۰۸۵ - رشید احمد صاحب
۱۱۰۵ - اے ایس ابدالی صاحب
۱۱۹۹ - مستری محمد تقی صاحب
۱۲۲۴ - حمید احمد صاحب آڈمرس
۱۴۰۲ - ڈاکٹر محمد حسین صاحب
۱۸۸۰ - غلام رسول صاحب ٹیچر
۱۹۵۶ - عبدالحمید صاحب شریف

شکریہ

قریشی محمد شفیع صاحب عابد انسپکٹر تحریک جدید

جماعتہائے احمدیہ علاقہ آندھرا میسور کیرالہ مدراس و مہاراشٹر
مکرم قریشی محمد شفیع صاحب عابد انسپکٹر تحریک جدید مندرجہ بالا جماعتوں میں بغرض حصول چندہ تحریک جدید اور حصول وعدہ جات کیلئے مورخہ ۲۰ ظہور ۱۳۴۸ ہش مطابق ۲۰ اگست ۱۹۶۹ء سے دورہ شروع کر رہے ہیں جملہ جماعتوں کے امراء کرام، صدر صاحبان سیکرٹریان مال اور احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اس دورہ کو کامیاب بنانے کیلئے زیادہ سے زیادہ تعاون پیش کریں ہر جماعت میں بذریعہ خط وہ اپنی آمد سے اطلاع دینگے

وکیل المال تحریک جدید قادیان